عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث

شیخ الاسلام المحدث المفسر الامام

ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن الصابونی

۳۷۳-۴۴۹ھ

تحقیق و شرح

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

ابوخزیمہ عمران [illegible]

ترجمہ

ابوصاریہ احسان یوسف الحسینوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر واشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر واشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

تحقیق و شرح
محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی
ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری

ترجمہ
ابوصاریہ احسان یوسف الحسینوی

Salafi
RESEARCH INSTITUTE

شیخ الاسلام المحدث المفسر الامام

ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمن الصابونی

۳۷۳-۴۴۹ھ

اشاعت .... مئی 2016

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187

United Kingdom
Suite M0162
265-269 Kingston Road
Wimbledon, London
SW19 3NW
Mob: +447497261845

Email: Info@salafiri.com Web: www.salafiri.com

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اشہدان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمدا عبدہ و رسولہ امابعد:

اللہ کے فضل و کرم سے ''عقیدۃ السلف و اصحاب الحدیث'' ترجمہ، تخریج و تحقیق اور مفید تعلیقات سے مزین پیش خدمت ہے، امید کرتے ہیں کہ مسلمان اس کتاب سے نفع اٹھائیں گے اور دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کاوش کو قبول فرمائے یہ ایک چھوٹا سا عمل ہمارے ہاتھوں سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ضمن میں کر دے اور یہ بھی امید ہے کہ جو ہمارے بھائی تمنا اور حسرت رکھتے ہیں کہ وہ منہج سلف کے طریق پر گامزن ہوں ان کو اس کتاب کے ذریعے سے سلفی عقیدہ و منہج کی وضاحت ملے گی اور ان کی تشفی ہو گی ۔ان شاء اللہ

ہمیں آپس میں اختلاف سے بچنے اور اتفاق و اتحاد کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے الحمدللہ آج بھی قرآن و حدیث کی دعوت اس واضح راستے کو بیان کرتی ہے، اور تمام اختلاف کا حل قرآن و حدیث ہے یہی ایک کسوٹی ہے اسی پر تمام لوگوں کا اتفاق ممکن ہے اور یہی ہماری دعوت ہے۔

ہمارے نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا عقیدہ و منہج ہمیں راسخ علماء کرام سے باسند ملا ہے اور اسی ضمن میں انہوں نے اہل الالحاد والزنادقہ کا مدلل و مسکت جواب دیا ہے جو کتابوں اور ان گنت جلدوں میں بھرا پڑا ہے، علماء کرام احقاق حق کی خاطر جواب دینے ہمیشہ جلدی کیا کرتے تھے اور عقیدہ سلف کا دفاع کرتے رہتے تھے اور ہر قسم کی زندیقیت کو دباتے رہتے، انھوں نے صحیح منہج کو بیان کیا اور اس کی نشانیوں اور اثرات کو ظاہر کیا اس طرح انھوں نے زندیقوں کی علامتیں بیان کیں اور ان کی بھی جو حق پر گامزن ہیں۔

اسی لیے ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''مکمل بیان وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا ہو کیونکہ یقینا آپ مخلوق میں سب سے زیادہ حق کو جاننے والے مخلوق کے لیے سب سے بڑے خیر خواہ اور بیان حق میں سب سے زیادہ فصیح تھے لہذا آپ ﷺ نے اللہ تعالی کے اسماء وصفات اور علو کے متعلق جو بیان فرمایا ہے وہ اس موضوع پر آخری قلم ہے۔ (1)

اسی طرح یہ بہت ضروری ہے سمجھا جائے اصحاب الحدیث کون ہیں اور ہم ان کے نہج پر کیوں چلے اس طرح تمام چیزوں پر ہماری کی کتاب بہت اچھی طرح وضاحت کرتی ہے۔

اس کتاب میں امام صابونی (۴۴۹ھ) نے اصحاب الحدیث اور سلف کا عقیدہ تفصیل سے بیان کیا اور دو اہم چیزوں کو یکجا کر دیا، شیخ الاسلام بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے عقیدے میں دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اولا: کتاب وسنت کے الفاظ کی مقصود و مراد کی معرفت بایں طور کہ جس زبان میں قرآن کا نزول ہوا اس کو پہچانیں اور

(1) منهاج السنة النبويه : (۳۵۳/۳)

اس طرح صحابہ وتابعین اور دیگر علماء اسلام نے ان الفاظ کے معانی کے سلسلے میں جو کچھ فرمایا ہے اس کی معرفت حاصل کریں کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتاب وسنت کے ذریعے ان کو مخاطب فرمایا تو ان کو ان الفاظ کا مقصود بھی بتایا اور صحابہ کرام کو قرآن کے معانی ومفہوم کی پہچان اس کے الفاظ وحروف کے حفظ سے زیادہ تھی، انھوں نے تابعین کو اس کے حروف والفاظ سے بڑھ کر ان کے معانی سے روشناس کرایا۔" (1)

اور سلف کا عقیدہ قرآن وسنت سے ہی منتخب ہے اور اس کی اہمیت کے سلسلے میں امام شاطبی فرماتے ہیں کہ سلف صالحین ،صحابہ ،تابعین اور اتباع تابعین قرآن وعلوم قرآن اور اس کے معانی زیادہ جاننے والے تھے۔" (2)

امام ابن عبد الهادی فرماتے ہیں کہ کسی آیت یا حدیث کی ایسی تفسیر وتاویل کرنی جائز نہیں جو سلف صالحین کے دور میں نہیں پائی گئی نہ ہی انہوں نے اس کو جانا اور نہ اس کو امت کے لیے بیان کیا۔ (3)

امام خطیب بغدادی نے کیا خوب کہا کہ اللہ تعالی نے ان لوگوں (اہل الحدیث) کو شریعت کے ارکان بنایا اور ان کے ذریعے دین میں بڑی بدعتوں کو مسمار کیا۔ (4)

آخر میں ادارہ کی لجنہ کا شکر گزار ہوں کہ جن کے مسلسل تعاون سے یہ کتب شایع ہو رہی ہیں اور ان کے لیے دعا گو بھی ہوں کہ اللہ تعالی انہیں اس عظیم مشن "احیاء تراث سلف" میں مزید محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ۔اور میرے بھائی ابو حبان کامران ملک بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے مکمل کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کو بعض

---

(1) مجموع الفتاوی:(۱۷/۳۵۳) (2) الموافقات:(۲/۷۹)
(3) الصارم المنکی:(ص:۴۲۷) (4) شرف اصحاب الحدیث:(ص:۱۵)

تعلیقات سے مزین کیا۔فجزاہ اللہ خیرا

یہاں پر میں ادارہ کے مدیر اپنے فاضل بھائی محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ جن کی مسلسل ان تھک محنت قابل دید ہے ایک طرف وہ اپنے جامعہ امام احمد بن حنبل سٹی قصور کو وقت دے رہے ہیں روزانہ تدریس اور انتظامی معاملات کو کنٹرول کرنے کے ساتھ ساتھ سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ کو بھی احسن طریقے سے چلا رہے ہیں اور روزانہ رات گئے تک وہ احیاء التراث کے لیے کوشاں ہیں ۔الحمد للہ۔محترم کی محنت قابل تعریف ہے ہمیں ان سے بہت زیادہ توقعات وابستہ ہیں اللہ تعالی انھیں خیر وبرکت والی زندگی عطافرمائے ۔ یہ کتاب بھی انہیں کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے، اللہ تعالی قبول فرمائے آمین ۔

ابو خزیمہ عمران معصوم انصاری

رئیس: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ

برمنگھم، انگلینڈ۔۲۰ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

اداریہ

سلف کی نادر کتب کا احیاء بہت بڑی سعادت ہے الحمدللہ ادارہ تھوڑے ہی عرصے میں عقیدے کی نادر اور قیمتی چار کتب شایع کرنے کی سعادت حاصل کر چکا ہے،۱: رسالہ نجاتیہ لفاخر زائر الہ آبادی ۲: اصول السنہ للحمیدی ۳: مجموعہ مقالات اصول السنہ لاحمد بن حنبل اور ۴: عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی یہ کتاب جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس پر ہم اللہ تعالی کی بے شمار تعریف بیان کرتے ہیں اور اس کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہم جیسے ناتواں انسانوں کو اس عظیم سعادت سے بہرہ ور فرمایا اور ہم اللہ تعالی سے دعا بھی کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مزید تراثِ سلف کے احیاء کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اس عمل کو قبول فرمائے۔ آمین

عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث للصابونی پر کام:

اس کتاب پر جو ہم نے کام کیا اس کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

۱ سلیس اردو ترجمہ کیا ہے اور یہ اس کتاب کا تیسرا ترجمہ ہے اس کتاب کا ایک اردو ترجمہ قاضی ابو اسماعیل یوسف حسین خانپوری رحمہ اللہ نے "عقائد اہل حدیث" کے نام سے کیا تھا۔ جو غیر مطبوع ہے[1] تلاش بسیار کے باوجود یہ

---

[1] تذکرہ علماء خانپور:(ص:٢٤٠)

ترجمہ نہ مل سکا، ہم نے اس کا اردو ترجمہ مولانا ابوصاریہ احسان یوسف الحسینوی حفظہ اللہ مدرس جامعہ امام احمد بن حنبل سٹی قصور سے کروایا۔ فجزاہ اللہ خیرا۔ کاش ہمیں خانپوری رحمہ اللہ کا ترجمہ ملتا ہم اس کو شایع کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔

کتاب ہر طرح سے تیار تھی، راقم نے اچانک اپریل ۲۰۱۶ء کو راشدی خاندان کی کتب کو لینے کی غرض سے سفر سندھ کیا اس سفر میں جب المکتبۃ العالیہ العلمیہ پیر جھنڈا سندھ میں کتب تلاش کر رہا تھا تو اس عظیم مکتبے کے چھوٹے کمرے میں نادر کتب کو تلاش کرتے ہوئے عقیدۃ السلف واصحاب الحدیث کا بہت پرانا نسخہ ملا جس کے حاشیے میں مکمل اردو ترجمہ لکھا ہوا تھا ترجمہ کرنے والے کا نام نہیں ملا اور کتاب کس نے شایع کی اور کس سال شایع ہوئی اس کی بھی تفصیل نہ مل سکی اور ترجمہ انتہائی پرانی اردو میں تحریر تھا۔ امید واثق ہے کہ یہ ترجمہ نواب صدیق حسن خاں رحمہ اللہ کا تھا کیونکہ انھوں نے اس کتاب کا ترجمہ الگ سے شایع کیا تھا، خود اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عقائد صابونی کا اردو ترجمہ علاحدہ طبع ہو چکا ہے۔

نیز اس کتاب کا خلاصہ بھی نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے کیا تھا اور وہ (1) مجموعہ رسائل عقیدہ:(۳/۳۲۰۔۳۲۵) میں ''امام ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمن صابونی رحمہ اللہ کے عقائد کا بیان کے نام'' سے مطبوع ہے۔

۲۔ کتاب میں موجود احادیث وآثار کی جامع تخریج وتحقیق کر دی ہے اگر کوئی روایت ضعیف ہے تو اس کی وجہ ضعف بھی بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔

۳۔ بعض مسائل پر ہم نے شرح وحاشیہ کا بھی اہتمام کیا ہے۔

۴۔ شرح میں قرآن وحدیث سے دلائل نقل کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض

(1) مجموعہ رسائل عقیدہ:(۳/۳۲۵)

جگہ سلف صالحین کے آثار بھی نقل کر دیے ہیں اور وہ قرآن وحدیث کے مطابق ہیں، یاد رہے سلف کی وہ بات جو قرآن وحدیث کے خلاف ہے وہ غیر مقبول ہے۔

۵ کتاب کے شروع میں مصنف کے مختصر حالات بھی لکھ دیے ہیں۔

۶ کتاب کا ترجمہ کرتے وقت ہمارے سامنے ابوالیمین المنصوری حفظہ اللہ کی تحقیق والا نسخہ تھا اس کو ہم نے اصل بنایا اس کے علاوہ حسب ضرورت کئی اور نسخوں سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا۔

۷ اس کتاب کا فائنل پروف محترم جناب ابوسلمان محمد عمران السیف العلوی مدیر: الصفۃ للداسات الاسلامی حفظہ اللہ نے محنت سے پڑھا اور کمال کر دیا اور بعض قیمتی تحقیقات کا اضافہ بھی کیا جس سے کتاب کو مزید چار چاند لگ گئے فجزاہ اللہ خیرا۔

۷ آخر میں ادارے کی لجنہ اور رئیس فضیلت مآب تراث سلف کے احیاء کے لیے کوشاں ڈاکٹر ابوخزیمہ عمران معصوم انصاری حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جن کی سرپرستی اور تعاون سے اس نادر اور قیمتی کتاب پر کام عمل میں آیا فجزاہ اللہ خیرا۔

جن کے متعلق محدث العصر شیخ الحدیث عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

''ڈاکٹر عمران حفظہ اللہ کے پاس تراثِ سلف کی اشاعت کا ایک جامع اور وسیع منصوبہ موجود ہے جس کی جلد از جلد اشاعت کے لیے ہم دعا گو ہیں اور ہر کتاب کے شدت سے منتظر بھی، اللہ تعالی ان کی جھود ومساعی میں برکت عطا فرمائے اور انہیں روزِ قیامت میزانِ حسنات کا ذخیرہ بنادے''۔ [1]

۸ اللہ تعالی ہمارے ادارے کو مزید ترقی عطا فرمائے۔انھیں اور دیگر تمام

[1] مقدمہ شرح اصول السنۃ للحمیدی: (ص:۱٤)

معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اسے ہم سب کے لیے توشۂ آخرت بنائے آمین۔

نوٹ: یہ بات باعثِ مسرت ہوگی کہ ادارے کی ہر کتاب اردو، انگلش اور دیگر زبانوں میں بھی شایع ہوا کرے گی۔ ان شاء اللہ

محمد ابراھیم بن بشیر الحسینوی
مدیر: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ
رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل اہل حدیث سٹی قصور
۱۳ جمادی الاولی ۱۴۳۷ھ

امام صابونی کے حالات

نام:

ابوعثمان اسماعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر النیسابوری، الصابونی۔

صابونی کی وجہ تسمیہ:

ان کے آباءاجداد میں سے کوئی صابن کا کاروبار کرتے تھے اس لیے انھیں صابونی کہا جانے لگا۔

پیدائش:

آپ ھراۃ کے نواحی علاقہ بوشنج میں ۳۷۳ھ کو پیدا ہوئے۔

بچپن میں وعظ:

ابھی آپ کی عمر نو سال تھی کہ آپ کے والد محترم قتل ہو گئے ان کے قتل کے بعد آپ نے لوگوں کو وعظ کرنا شروع کر دیا اور مسلسل ستر سال لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے رہے

شیوخ:

آپ نے بہت زیادہ شیوخ سے پڑھا ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

ابوعبید احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن محمد الھروی (ت:۴۰۱)

② ابوسعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب الرازی

③ ابوبکر احمد بن حسین بن مہران المقری (ت:۳۸۱)

④ ابوالمعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن عبداللہ بن حیوہ الجوینی (ت:۴۷۸)

⑤ ابوالحسین احمد بن محمد بن عمر الزاہد الخفاف (ت:۳۹۵)

⑥ عبدالرحمن بن ابی شریح (ت:۳۹۲)

⑦ ابوعلی زاہر بن احمد الفقیہ (ت:۳۸۹)

تلامذہ:

آپ سے بے شمار طلبہ نے فائدہ اٹھایا ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

① ابوبکر احمد بن محمد بن الحسن بن محمد بن ابراہیم الفورکی (ت:۴۷۸)

② ابوعلی اسماعیل بن احمد بن الحسین البیہقی (ت:۵۰۷)

③ ابوسعید الحسن بن محمد بن محمود بن سورہ التمیمی

④ ابومحمد الحسین بن احمد السمر قندی

⑤ ابوالفتح سہل بن احمد بن علی بن احمد الارغیانی

⑥ ابوبکر عبدالرحمن بن اسماعیل بن عبدالرحمن الصابونی

آپ کا خاندان:

آپ کے دو بیٹے تھے، ایک عبداللہ ابونصر، یہ آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے اور

دوسرے عبدالرحمن ابوبکر تھے انھوں نے اپنے والد محترم سے نیسا پور میں سماع کیا نیز انہوں نے اپنی مجلس قائم کی لوگوں کو املاء کرواتے رہے اور آزر بائیجان کے قاضی بن گئے چنانچہ اصبھان میں پانچ سو ہجری کے لگ بھگ فوت ہوئے، امام صابونی کی کنیت ابوعثمان تھی لیکن عثمان نامی ان کی اولاد میں کسی بیٹے کا ذکر نہیں ملتا واللہ اعلم۔

آپ کے ایک بھائی تھے ان کا نام اسحاق بن عبدالرحمن الصابونی ابویعلی تھا وہ بھی واعظ تھے امام صابونی کے وعظ میں نائب تھے وہ ۴۵۵ھ کو فوت ہوئے۔

اور آپ کے والد محترم بھی بہت بڑے عالم دین اور واعظ تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ الاسلام ابوعثمان اسماعیل الصابونی کا خاندان علم کے لیے وقف تھا، کتنا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کا خاندان قرآن وحدیث سے چمٹا ہوا ہو اور اس کا داعی بھی ہو۔ سبحان اللہ۔ **اللهم اجعل أسرتنا مثلهم۔**

مقام ومرتبہ:

محدثین نے ان کا بہت زیادہ مقام ومرتبہ بیان کیا ہے مثلا

امام ذھبی نے کہا: **الامام العلامة، القدوة، المفسر، المذكر، المحدث، شيخ الاسلام۔** (1)

نیز لکھتے ہیں: وہ حدیث کے ائمہ میں سے تھے انھوں نے سنت اور اعتقاد السلف پر ایک کتاب لکھی ہے انصاف پسند انسان اس کو دیکھ کر ان کے مقام ومرتبہ کا اعتراف ضرور کرے گا۔

---

(1) سیر اعلام النبلاء: (۱۸/۴۰)

نیز کہا: وہ اپنے زمانے میں خراسان کے شیخ تھے۔ (1)

اور کہا: ''ائمۃ الاثر'' (2)

امام بیہقی نے کہا :امام المسلمین حقا،و شیخ الاسلام صدقا۔ (3)

امام ابن کثیر نے کہا:الحافظ الواعظ المفسر۔ (4)

سبکی نے کہا :الفقیہ المحدث المفسر الخطیب الواعظ المشہور شیخ الاسلام۔ (5)

ابن ناصر الدین نے کہا: ''وہ امام تھے، حافظ، وعظ وادب میں بہت عمدہ تھے، حدیث کے حافظ اور قرآن کی تفسیر ان کو اچھی طرح یاد تھی'' (6)

ابوعبداللہ المالکی نے کہا کہ ابوعثمان ان لوگوں میں سے تھے جن کی گواہی دیتے ہیں کہ انھیں حفظ الحدیث اور قرآن کریم کی تفسیر میں عبور حاصل تھا۔ (7)

عبدالغافر نے کہا :الاستاذ ابوعثمان اسماعیل الصابونی ،شیخ الاسلام ، المفسر المحدث ،الواعظ۔۔۔کان حافظا کثیر السماع والتصانیف ، مجمع علی انه عدیم النظر،وسیف السنة،ودامغ البدعة۔۔وکان مشتغلا بکثرۃ العبادات والطاعات حتی کان یضرب به المثل۔ (8)

---

(1) العبرفی خبرمن غبر :(۳/۲۱۹) (2) سیراعلام النبلاء:(۱۸/٤۳)
(3) طبقات شافعیه:(۴/۲۸۳)،تهذیب تاریخ دمشق:(۳/۳۱،۳۲)
(4) البدایه والنهایه:(۱۲/۸٦) (5) طبقات الشافعیه:(۴/۲۷۱_ترجمه:۳٦۷)
(6) الشذرات الذهب :۳/۲۸۲) (7) طبقات الشافعیه: (٤/۲۸۳)،النجوم الزاهره:(٥/٦۲)
(8) تهذیب تاریخ دمشق :(۳/۳٤_۳٥)،طبقات الشافعية:(٤ /۲۸٤)

الکتانی نے کہا میں زہد اور علم کے لحاظ سے شیخ صابونی جیسے کسی کو نہیں ملا، وہ ہر فن کو یاد کرتے تھے اور اس سے کچھ بھی نہیں چھوڑتے تھے اور وہ حدیث کے بہت بڑے حافظ تھے۔ (1)

وہ نیشاپور میں رہتے تھے اور انھوں نے ہرات، حجاز، شام اور جبل کی طرف سفر کیا اور خراسان، جرجان، ہند، القدس اور دوسرے علاقوں میں حدیث بیان کی۔

تصانیف: آپ نے کئی ایک کتب لکھیں جن کا ذکرہ ملا ہے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ **عقیدۃ السلف و اصحاب الحدیث:** جس کا ترجمہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

۲۔ **الاربعون حدیثا:** اس کتاب کی نسبت امام نووی نے ان کی طرف کی ہے۔

۳۔ **کتاب المائتین:**

۴۔ **کتاب الانتصار:** مؤلف نے اس کتاب کی طرف عقیدۃ السلف میں خود اشارہ کیا ہے۔

۵۔ **کتاب الدعوات:** امام بیہقی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (2)

۶۔ **کتاب الفصول فی الاصوم** اس کا ذکر ابن ناصر الدین نے الشذرات الذھب: (۳/۲۸۳) میں کیا ہے۔

---

(1) تہذیب تاریخ دمشق: (۳/۳۵) (2) الاسماء والصفات: (ص: ٤٥٦)

ان کا عقیدہ:

عقیدۃ السلف سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا عقیدہ سلفی تھا اور وہ پکے سنی تھے یہ کتاب اس پر برھان قاطع ہے۔اس کتاب میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے وہ مکمل کتاب وسنت پر مبنی ہے جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اور سلف صالحین قائم تھے۔

وفات:

آپ المحرم ۴۴۹ھ کو فوت ہوئے۔
تفصیلی حالات کے لیے سیر اعلام النبلاء للذھبی:(۱۸/۴۰_۴۴)، الانساب للسمعانی:(۸/۲۴۷_۲۴۸)، طبقات الشافعیه للسبکی:(۴/۲۷۱_۲۹۲)، البدایه والنهایه:(۱۲/۸٦)، العبر فی خبر من غبر للذھبی:(۳/۲۱۹)، الشذرات الذھب:(۳/۲۸۲_۲۸۳)، تھذیب تاریخ دمشق لابن بدران :(۳/۳۰_۳٦) کا مطالعہ کریں۔

عقيدة السلف واصحاب الحديث

کتاب کی مصنف تک سند:

أخبرنا قاضى القضاة بدمشق نظام الدين عمر بن ابراهيم بن محمدبن مفلح الصالحى الحنبلى اجازة مشافهة ،اخبرنا الحافظ ابوعبدالله محمد بن عبدالله بن احمد بن المحب المقدسى اجازة۔ان لم يكن سماعا۔:أخبرنا الشيخان :جمال الدين عبدالرحمن بن أحمد بن عمر بن شكر ،وابوعبدالله محمد بن المحب بن عبدالله بن أحمد بن محمد المقدسيين۔

قال الأول:أخبرنا اسماعيل بن أحمد بن الحسين بن محمد العراقى سماعا :أخبرنا أبوالفتح عبدالله بن أحمد الخرقى اجازة۔

قال الثانى:أخبرنا أحمد بن عبدالدائم ۔رحمه الله ۔،وأخبرنا المحدث تاج الدين محمد بن الحافظ عماد الدين

اسماعيل بن محمد بن بردس البعلى فى كتابه ،أخبرنا أبوعبدالله محمد بن اسماعيل بن الخباز شفاها ،أخبرنا أحمد بن عبدالدائم اجازة ان لم يكن سماعا ،أخبرنا الحافظ عبدالغنى بن عبدالواحد بن على سرور المقدسى ،أخبرناالخرقى سماعا،أخبرنا أبوبكر عبدالرحمن بن اسماعيل الصابونى ،حدثنا والدى شيخ الاسلام أبوعثمان اسماعيل بن عبدالرحمن فذكره۔

وأخبرنا قاضى القضاة عز الدين عبدالرحيم بن محمد بن الفرات الحنفى اجازة ومشافهة،أخبرنا محمود بن خليفة بن محمد بن خلف المنبحى اجازة،أخبرنا الجمال عبدالرحمن بن أحمد بن عمر شكر بسنده قال:

باب: ۱

سبب تالیف

۱ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں۔ جس نے تمام جہانوں کو پیدا کیا اور اچھا انجام متقین کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کی آل اور آپ کے تمام صحابہ پر رحمت نازل فرمائے۔

أما بعد:

۲ جب میں طبرستان [1] کے شہر آمل اور جیلان [2] کے شہر بیت اللہ اور جناب حضرت محمد رسول اللہ کے روضۂ مبارک کی زیارت کی غرض سے آیا [3]

---

[1] یہ بہت بڑا شہر ہے اس کے گرد و نواح میں بے شمار اہل علم، ادیب اور فقیہ پیدا ہوئے اس میں اکثر پہاڑ، پانی کے چشمے، گھنے درخت اور بے شمار قسموں کے پھل پائے جاتے ہیں۔ (1)

[2] یہ پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے۔ (2)

[3] نبی ﷺ کی قبر کی زیارت کیلئے سامان سفر باندھنا مشروع نہیں ہے۔ کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”رخت سفر صرف اور صرف تین مسجدوں کی طرف باندھا جائے، مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ (3)

یہاں اعترض کیا جاتا ہے کہ بہتر ہوتا کہ اگر مصنف کہتے کہ نبی کریم ﷺ کی مسجد کی زیارت اس لیے کہ یہ مشروع ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ امام صابونی زیارت قبر نبوی ﷺ کہہ کر مسجد نبوی مراد لے رہے ہیں ←

---

(1) معجم البلدان: (۱۴/۴) (2) معجم البلدان: (۲۰۱/۲)

(3) صحیح البخاری: (۱۱۸۹)، صحیح مسلم: (۱۳۹۷)

تو مجھ سے میرے مسلمان بھائیوں نے اس بات کا سوال کیا کہ میں ان کے لیے دین کے اہم اصولوں میں کچھ فصلیں لکھ دوں، جن کو ائمہ دین، علماء اور سلف صالحین نے مضبوطی سے پکڑا ہے اور ان کے ساتھ رہنمائی حاصل کی ہے۔ لوگوں کو اس کی طرف ہر حال میں دعوت دی ہے، اس کے مخالف آنے والی اشیاء سے منع کیا ہے اور تمام سچے مسلمانوں نے ان کی نفی کی ہے۔ نیز ان اصولوں کے ماسوا کا اعتقاد رکھنے والوں کو بدعتی اور کافر قرار دیا ہے۔ اپنے اور ان لوگوں کے نفسوں کو محفوظ کیا ہے جن کو اس کی طرف خیر و برکت کی دعوت دی۔ چنانچہ وہ اپنے انہی اعتقاد اور اصولوں کو مضبوطی سے پکڑنے اور لوگوں کو ان کی طرف دعوت و ترغیب دینے کی وجہ سے اپنے اس ثواب تک پہنچے ہیں جو انھوں نے آگے بھیجا ہے۔

➢ جس طرح امام ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ بعض ائمہ زیارت قبر نبوی لکھتے تھے لیکن ان کا مقصود یہ تھا کہ مسجد نبوی پہنچ کر پھر زیارت قبر نبوی ﷺ کا قصد کریں۔ (1) بلکہ بعض نسخوں میں نبی کریم کی مسجد کی زیارت کا ذکر ہے۔ نیز صرف روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے قصد سے سفر کرنا منع ہے اس کی تفصیل کے لیے دیکھیے ابن تیمیہ کی کتاب الرد علی الاخنائی اور الجواب الباهر، مزید تفصیل کے لیے دیکھیں امام ابن تیمیہ کا مجموع الفتاوی: (۲۷/۲۱۴۔۲۸۸)، اور امام ابن عبدالھادی کی الصارم المنکی فی الرد علی السبکی اور علامہ بشیر سہوانی کی اتمام الحجة علی من اوجب الزیارة مثل الحجة اور صيانة الانسان۔

---

(1) مجموع الفتاوی: (۲۷/۲۴۶)

توان کی خواہش کے احترام میں، میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا لہذا میں اس چھوٹے سے جز کے اندر اختصار کے پیش نظر آسان چیزوں کو جمع کروں گا۔ اس بات کی امید کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے صاحب بصیرت لوگوں کو نفع دے یقینا اللہ تعالیٰ ہی انسان کے گمان کو حقیقت میں بدلتا ہے اللہ تعالیٰ حق وصداقت اور سچائی و ہدایت کے سیدھے راستے پر استقامت اختیار کرنے کے لیے ہم پر اپنی توفیق کے احسان وافر مقدار میں نازل فرمائے۔ آمین

باب: ۲

اللہ تعالیٰ کی صفات میں اصحاب الحدیث کا عقیدہ

میں (امام صابونی) اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اصحاب الحدیث [4] (وہ لوگ ہیں)

---

[4] شیخ الاسلام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے تین زمانوں اوران کے بعد ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے لوگ مراد ہیں۔ [1]

نیز کہتے ہیں کہ ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ اہل الحدیث صرف سماع حدیث یا کتابت حدیث وروایت حدیث تک ہی محدود ہیں بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ شخص ان میں شامل ہے جو حدیث کو حفظ کرلے، اس کی معرفت حاصل کرے اور اس کے ظاہری و باطنی فہم اور اس کی اتباع کا حق ادا کرے یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کی حدیث، سیرت اور آپ کے احوال زندگی کو سب لوگوں سے بڑھ کر جاننے والے ہیں یہ کیسے اہل حدیث نہ ہوں ◄

[1] مجموع الفتاوی: (۳۵۵/۶)

جنہوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو مضبوطی سے پکڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے زندہ لوگوں کی حفاظت فرمائے اور جو وفات پا چکے ہیں ان پر رحم فرمائے۔

وہ اصحاب الحدیث اللہ تعالی کے لیے وحدانیت اور اس کے رسول ﷺ کے لیے نبوت و رسالت کی گواہی دیتے ہیں ⑤

اور وہ اپنے رب کو اس کی ان صفات سے پہچانتے ہیں جن صفات کو اللہ تعالیٰ نے خود بذریعہ وحی بیان کیا ہے اور جن کی گواہی رسول اللہ ﷺ نے دی ہے اور جو صفات صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور جن کو ثقات نے نقل کیا ہے۔ نیز وہ ان تمام صفات کا بھی اثبات کرتے ہیں جن کو اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اور اپنے رسول ﷺ کی زبان سے اپنے لیے ثابت کیا ہے۔

➢ انھوں نے جیسے احایث سنیں ویسے ہی آگے پہنچا دیں حدیث کو راتوں میں پڑھتے پڑھاتے رہے انہوں نے اپنی آنکھوں میں بیداری کا سرمہ لگایا، حفظ حدیث اور تبلیغ حدیث میں اپنی ہمت وطاقت صرف کردی وہ اس میں غور وخوض کرتے، اس کی سمجھ بوجھ حاصل کرتے اور اس سے مسائل کا استنباط کرتے بلکہ انھوں نے نصوص کو پھیلانے کا کام کیا اور اس کے ذریعے علم وحکمت کے چشمے جاری کیے اور اس کے خزانوں کو باہر نکالا (والحمدللہ)۔ (1)

⑤ حافظ ذھبی نے کہا کہ تمام تعریفوں کے لائق اللہ تعالی ہی کی ہستی ہے جو بلند شان اور کبریائی والا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں ہے وہ سننے اور دیکھنے والا ہے وہ ذات جو اپنی بلند صفات میں مخلوقات کی صفات سے مختلف ہے اگرچہ ان صفات کے نام ایک ہی ہوں۔ (2)

---

(1) مجموع الفتاوی: (۴/۹۵)　(2) الاربعین فی صفات رب العالمین: (ص: ۲۹)

اور وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات کے ساتھ تشبیہ دینے کا عقیدہ نہیں رکھتے پس ان کا قول یہی ہے کہ یقیناً اس (اللہ) نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ کے ساتھ پیدا کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول میں فرمایا ہے: (يَاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ) اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو (اس کو) سجدہ کرے جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے۔
[ص:۷۵]

اور وہ معتزلہ اور جہمیہ کی طرح اللہ کی کلام میں تحریف کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ نہیں کہتے اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں سے مراد دو نعمتیں یا دو قوتیں ہیں ❻ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے، اور نہ ہی وہ مشبہ ❼ کی طرح اللہ کے ہاتھوں کو لوگوں کے ہاتھوں کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور نہ ان کی کیفیت بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو رسوا کرے۔

---

❻ جو اس بات کے قائل ہیں کہ فاسق دو منزلوں کے درمیان ہوگا یعنی نہ جنت میں نہ ہی جہنم میں۔ اور یہ فرقہ واصل بن عطاء کا ہے۔ اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن دیکھنے کو محال سمجھتے ہیں۔ اور جہمیہ کا بانی جہم بن صفوان ہے۔ اور یہ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں۔ اور ساتھ ساتھ جنت اور جہنم کے فنا ہونے کے قائل بھی ہیں۔ جہم کے باطل عقائد ونظریات پر ہم نے شرح رسالہ نجاتیہ (ص: ۶۱۔۶۲) اور (الرد علی الزنادقه والجهميه) کے اردو ترجمہ کے مقدمے میں کافی بحث کردی ہے۔ نیز دیکھیں الابانه عن اصول الديانه لابی الحسن الاشعری: (ص: ۱۳۱۔۱۴۰، مسئله: ۵۷۔۶۴)

❼ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات جیسا قرار دیتے ہیں۔ امام ذھبی نے کہا کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو ہمیشہ سے اپنی بلند صفات سے متصف اور اچھے اچھے ناموں ◀

اور یقیناً اللہ سبحانہ نے اہل الحدیث کو تحریف 8 تکییف 9
سے محفوظ رکھا ہے اور ان پر معرفت اور سمجھ داری کا انعام کیا ہے۔ حتی تک کہ وہ توحید وتنزیہ کے راستے پر چل نکلے اور انہوں نے اللہ تعالی کے اس فرمان (لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ) اس کی مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔ [الشوری:۱۱] کی پیروی کرتے ہوئے تعلیل وتشبیہ کے قول کو چھوڑ دیا۔

سے موسوم ہے، پاک ہے آپ کا رب جو بہت بڑی عزت والا ہے ہر اس چیز سے جو وہ کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالی کی صفات کو مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دینے والے اور اللہ تعالی کی صفات کا انکار کرنے والے، خبردار خالق و حاکم ہونا اللہ تعالی ہی کے لیے خاص ہے اللہ تعالی بڑا بابرکت ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے [1]

8 تفصیلی بحث مختصر الصواعق المرسلہ: (ص ۳۹۶) میں ہے، تحریف کرنے والوں نے استوی کا معنی مستوی ہونے کی بجائے غلبہ واقتدار کیا، اور انھوں نے بل یداہ مبسوطتان کا معنی ہاتھ کی بجائے اس کا معنی نعمت اور قوت لیا اور انھوں نے وجاء ربک والملک صفا صفا میں اللہ تعالی کے آنے کا معنی لینے کی بجائے قدرت لیا۔ یہ چند ایک تحریف کی مثالیں ہیں ان کی تحریف کی مثالیں بہت زیادہ دی جاسکتی ہیں یاد رہے کہ تحریف کرنا گمراہی ہے، اس سے بچنا بہت ضروری ہے۔ ہم تمام صفات باری تعالی کو ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں بغیر تاویل، تحریف اور تشبیہ وغیرہ کے یہی سلف کا منہج ہے۔

9 اس سے مراد یہ ہے کہ صفت کی حقیقت وکیفیت کا تعین کرنا اور مکیفہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو صفات باری تعالی کی حقیقت وکیفیت کو معین ومقرر کرنے کے متلاشی ہوں حالانکہ ان صفات کو اللہ تعالی نے اپنے لیے مخصوص کیا ہے اور ان تک رسائی ممکن نہیں۔ [2]

---

[1] الاربعین: (ص: ۲۹۔۳۰)

[2] التحفۃ المھدیۃ شرح الترمزیہ للشیخ فالح بن مھدی رحمہ اللہ: (ص: ۳۲)

جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان دونوں ہاتھوں کا ذکر کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں پر اسی طرح ایمان رکھتے ہیں (لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ) اس کیلئے جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے) [ص:۷۵]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ" [المائدہ:۶۴]
بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے

علاوہ ازیں رسول مکرم ﷺ سے صحیح احادیث بھی منقول ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جھگڑے والی حدیث میں ہے: (خلقک اللہ بیدہ و اسجد لک ملائکته) اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے اور تجھ کو اپنے فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ (1)

اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی مثل کہ جس مخلوق کو میں نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی، اس کو اس مخلوق کی طرح نہیں بناؤں گا جس کو میں نے کلمہ کن کہہ کے بنایا۔ (10)

اور رسول کریم ﷺ کا فرمان: (خلق اللہ الفردوس بیدہ) اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ (11)

(10) ضعیف۔ الاسماء و الصفات للبیہقی: (ص: ۴۰۱ دوسرا نسخہ: ۲/۴۶)، شعب الایمان >

(1) صحیح مسلم: (۲۶۵۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

➤ للبیهقی: (١٤٧)، فردوس للدیلمی: (٤٢١/٣)، مسند الشامیین للطبرانی: (٥٢١)، العلل المتناهية لابن الجوزی: (٣٢)، المعجم الاوسط للطبرانی: (٦١٧٣)۔ عبدربہ بن صالح القرشی مجہول ہے علاوہ ازیں معجم الاوسط للطبرانی کی سند میں طلحہ بن زید راوی متروک ہے، حافظ ذھبی نے اس کو کذاب کہا ہے اور طبرانی کبیر کی سند میں ابراہیم بن عبداللہ بن خالد المصیصی ہے جس کو حافظ ذہبی نے کذاب و متروک کہا ہے دیکھئے (مجمع الزوائد: ١/١٠٧ رقم: ٢٦٠) اس وجہ سے یہ روایت سخت ضعیف بلکہ موضوع ہے ۔اور یہ روایت موقوفا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے حسن سند سے ثابت ہے: (الرد علی بشر المریسی للدارمی: ٤٠، العلو: ١٥٧، حافظ ذہبی نے کہا: اسناده صالح اور ابن قیم نے بھی اس کو اسناده صحیح کہا ہے)

تنبیہ: امام صابونی نے اس حدیث کا متن مختصر بیان کیا تھا جب ہم نے اصل کتب کی طرف مراجعت کی تو اس کا حدیث قدسی ہونا ہم پر واضح ہوا۔ والحمدللہ

⑪ ضعیف مرفوعا و صحیح موقوفا ۔ الاسماء والصفات للبیهقی: (ص ٤٠٣، دوسرا نسخہ: ٤٨/٢)، الصفات للدرقطنی: (٢٨)، صفة الجنة لابن ابی الدنیا: (٤١) العظمة لابی الشیخ: (١٠١٧) صفة الجنة لابی نعیم: (٢٣) اس کی سند میں عون بن عبداللہ کے بارے میں جرح و تعدیل کا ذکر نہیں ملتا اس طرح کا راوی مجہول ہوتا ہے اس کی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ امام بیہقی نے اس روایت کو مرسل کہا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنھما سے موقوفا ہے کہ اللہ تعالی نے چار چیزوں کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا عرش، قلم، آدم اور جنت عدن پھر تمام چیزوں کو پیدا کرتے وقت کن کہا وہ چیزیں پیدا ہوگئیں۔ (1)، امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے حافظ ذھبی نے اس کی سند کو تلخیص المستدرک میں "صحیح" اور (العلو: ٦٩) میں "اسناده جید" کہا ہے ۔شیخ البانی نے بھی اس کو "اسناده صحیح علی شرط مسلم" کہا ہے۔ (2)

---

(1) مستدرک حاکم: (٣٤٩/٢، رقم: ٣٢٤٤) (2) مختصر العلو: (ص ١٠٥)

باب: ۳

سلف صالحین اور اصحاب الحدیث کا صفات کے بارے میں عقیدہ

۴ سلف صالحین اور اصحاب الحدیث کا عقیدہ ہے کہ ہم ان تمام صفات کو جن کا تذکرہ قرآن مجید اور صحیح احادیث میں موجود ہے جیسے سمع، بصر، عین، چہرہ، علم، قوۃ، قدرت، عزت، عظمت، المودۃ، مشیئت، قول، کلام، رضا، سخط، حب، بغض فرح، ضحک [12] اور اس کے علاوہ صفات کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیے بغیر مانتے ہیں۔ بلکہ ان صفات کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول نے فرمادیا بس وہ اس پر اکتفا کرتے ہیں اور ان میں کسی بھی قسم کا اضافہ، تغیر وتبدل وتحریف نہیں کرتے اور نہ ہی ان کی کیفیت وتشبیہ بیان کرتے ہیں بغیر کسی غلط تاویل کے وہ ان صفات والفاظ کو ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور ان کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ان کی تاویل کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے راسخ فی العلم لوگوں کے (اللہ تعالی کے) بارے میں (عقیدے سے متعلق) خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے: (وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ) [آل عمران: ۷] ”اور علم میں مضبوطی رکھنے والے کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لے کر آئے اور عقل والوں کے علاوہ کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔“

---

[12] ان تمام صفات پر ہم نے سیر حاصل باحوالہ بحث اپنی کتاب (1) میں کی ہے تفصیل کا طالب اس کی طرف رجوع کرے۔

(1) شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۶۷-۷۵)

۵ کتاب اللہ کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی صحیح احادیث (کے مطابق) اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا اثبات کرتے ہیں اور یہ صفات بہت زیادہ ہیں اگر ان سب کا احاطہ کیا جائے تو کتاب لمبی ہوجائے گی اور علمائے دین کا ان احادیث پر اتفاق ہے اور ان تمام احادیث کی اسانید ''الانتصار'' کتاب میں موجود ہیں۔ چونکہ کتاب کے آغاز میں ہم نے اختصار اور کم سے کم مقدار پر اکتفا کرنے کی شرط لگائی ہے لہذا ہم صرف صحیح احادیث کو بیان کرنے پر ہی اکتفا کریں گے نیز ان احادیث کی اسانید کتب صحاح میں موجود ہیں وہاں سے دیکھی جاسکتی ہیں۔

باب:۴

قرآن اللہ کا کلام ہے غیر مخلوق ہے

٦ اہل السنہ والجماعہ گواہی دیتے ہیں اور اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام، کتاب، اس کا خطاب، اسکی وحی اور اس کی طرف سے نازل شدہ غیر مخلوق ہے۔ اور جس شخص نے اس کے مخلوق ہونے کا قول اور عقیدہ رکھا، وہ اصحاب الحدیث کے نزدیک کافر ہے۔ [13]

اور قرآن وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام، اس کی وحی اور جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے عربی زبان میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ ایسی قوم کیلئے جو علم رکھتی ہے کہ (یہ قرآن جنت کی) خوشخبری دینے والا اور (جہنم) سے ڈرانے والا ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ، عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ) [الشعراء:۱۹۲۔۱۹۵] اور یقینا یہ تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ روح الامین (جبریل علیہ السلام) اس کو آپ کے دل پر لے کر اترے ہیں۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوجائیں۔ فصیح (واضح) عربی زبان میں"

---

[13] امام لالکائی نے اس مسئلے پر اہل سنت کا اجماع نقل کیا ہے اور اس کے متعلق ۵۵۰ سے زائد علماء کے اقوال ذکر کیے ہیں۔ شرح اصول اعتقاد اھل السنہ: (۲/۲۲۷۔۳۶۹) تفصیل کے لیے دیکھیں الابانہ عن اصول الدیانہ: (ص:۱۴۰۔۱۰۵)

اور وہ ایسی کتاب ہے جس کی رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تبلیغ کی ہے۔ جیسا کہ آپ کو تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔ (يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ) اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے آپ پر جو نازل کیا گیا ہے وہ (لوگوں تک) پہنچا دیجیے۔ [المائدہ:٦٧]

پس وہ چیز جس کی آپ نے تبلیغ کی ہے اللہ تعالیٰ کا حکم اور کلام ہے اور اسی بارے میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أتمنعونی أن أبلغ كلام ربی ''کیا تم لوگ مجھے میرے رب کے کلام کی تبلیغ سے روکتے ہو۔'' ⑭

اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جس کو سینے حفظ کرتے ہیں، زبانیں اس کی تلاوت کرتی ہیں اور اس کو صحیفوں میں لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ کسی قاری کی قراءت، بولنے والے کے تلفظ اور حفظ کرنے والے کے حفظ کے ساتھ وہ کیسے بدل سکتی ہے؟ جیسے بھی اس کی تلاوت کی جائے اور جس جگہ میں بھی اسے پڑھا جائے یا اہل اسلام کے کاغذوں اور ان کے بچوں کی تختیوں میں وہ لکھا گیا ہو۔ یہ تمام کی

---

⑭ صحیح : خلق افعال العباد للبخاری : (٨٧، ٢١٤) وسنن ابی داود: (٤٧٣٤)، سنن الترمذی: (٢٩٢٥)، وقال: (حسن صحیح، سنن ابن ماجه: (٢٠١) مسند احمد: (٣٩٠/٣ رقم: ١٥١٩٢) مصنف ابن ابی شیبه: (٣٩٣٤٢) صحیح ابن حبان: (٦٢٧٤ معنا) مسند ابی یعلی: (١٨٨٧) السنن الکبری للنسائی: (٧٧٢٧) مستدرک حاکم: (٦١٣/٢، ٦١٢) ، شرح الاعتقاد للالکائی: (٥٥٤، ٥٥٥)، الرد علی الجهمیة للدارمی (٢٨٤) اس کو شیخ البانی الصحیحه: (١٩٤٧) اور شیخ مقبل الصحیح المسند: (٢١٦) نے صحیح کہا ہے۔

تمام اللہ تعالیٰ کی ایسی کلام ہے جو غیر مخلوق ہے، پس جس نے اس (قرآن) کے مخلوق ہونے کا دعوی (گمان) کیا تو اس نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا۔

٧ میں نے حاکم ابوعبداللہ سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابو ولید حسان بن محمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے: "القران كلام الله غير مخلوق، فمن قال": إن القران مخلوق "فهو كافر بالله العظيم، لا تقبل شهادته، ولا يعاد إنمرض ولا يصلى عليه إن مات، ولا يدفن في مقابر المسلمين، ويستتاب فإن تاب وإلا ضربت عنقه." کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے پس جس شخص نے اس کو مخلوق کہا وہ کافر ہے' اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی' اور نہ ہی اس کی بیمار پرسی کی جائے گی' اس کا نماز جنازہ بھی نہیں پڑھایا جائے گا اور نہ ہی اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ پس اگر وہ توبہ کر لے تو اسکی توبہ قبول کی جائے گی وگرنہ اس کی گردن تن سے جدا کر دی جائے گی۔ (1)

٨ پس رہا قرآن کے الفاظ

⑮ کا معاملہ تو اس کے متعلق شیخ ابوبکر اسماعیل الجرجانی رحمہ اللہ نے اپنے رسالے جو انھوں نے اہل جیلان کے لیے لکھا ہے، میں ذکر کیا ہے کہ جس نے اس بات کا گمان کیا کہ قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے الفاظ مخلوق ہیں تحقیق اس نے قرآن

---

⑮ لفظیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم قرآن کے جو الفاظ پڑھتے ہیں وہ مخلوق ہیں سلف نے ان لوگوں کو بدعتی قرار دیا ہے۔

---

(1) اسنادہ صحیح۔ سیر اعلام النبلاء للذھبی: (١٤/٣٧٩)، تذکرۃ الحفاظ: (٢/٧٢٨،٧٢٩)، مختصرا۔

کومخلوق کہہ دیا۔

⑨ اور ابن مھدی طبری نے اپنی کتاب ''الاعتقاد'' جو اس نے اپنے شہر والوں کیلئے لکھی تھی، میں لکھا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی وحی اس کی طرف سے نازل شدہ، اس کا حکم اور اس کی نہی ہے غیر مخلوق ہے۔ اور جس نے اس کو مخلوق کہا وہ کافر ہو گیا اور یقیناً قرآن ہمارے سینوں میں محفوظ ہے، ہماری زبانوں پر پڑھا جانے والا ہے اور ہمارے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے اور یہ وہ کلام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمائی ہے۔ پس جس شخص نے یہ کہا کہ میرے الفاظ کے ساتھ قرآن مخلوق ہے یا میر الفظ مخلوق ہے ۔پس وہ جاہل گمراہ اور کافر ہے۔

⑩ اور میں نے اس فصل کو بعینہ ابن مھدی طبری کی کتاب سے ذکر کیا ہے کیونکہ میں نے اس کو مفید پایا ہے۔ انھوں نے علم الکلام کا متبحر (بہت بڑا) عالم اور مصنف کتب کثیرہ ہونے کے باوجود مذکورہ کتاب میں اصحاب الحدیث سلف صالحین کی عقائد میں پیروی کی ہے۔

⑪ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اس نے کہا میں نے ابو عمرو المستملی کا خط پڑھا: وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعثمان سعید بن اشکاب سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن ابراھیم (ابن راھویہ) سے نیشاپور میں سوال کیا (اللفظ بالقرآن) کے بارے میں۔ انھوں نے کہا: "لا ینبغی أن یناظر فی ھذا، القرآن

کلام اللہ غیر مخلوق " کہ یہ جائز ہی نہیں ہے کہ نیسا پور میں اس مسئلہ کے متعلق مناظرہ، بحث ومباحثہ کیا جائے، قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ 16

(۱۲) محمد بن جریر طبری نے اپنی کتاب الاعتقاد میں بیان کیا ہے جو انھوں نے اس مسئلہ میں لکھی ہے کہ بندوں کی زبان سے نکلے ہوئے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں؟۔ پس اس بارے میں کسی صحابی سے کوئی اثر منقول نہیں ہے اور نہ ہی کسی تابعی سے مگر اس ذات سے جس کی بات میں نفع اور شفاء ہے اور اس کی اتباع کرنے میں ہدایت وکامرانی ہے اور وہ شخص جس کی بات پہلے ائمہ کی بات کے قائم مقام ہو جیسے ابو عبداللہ احمد بن حنبل ہیں۔ پس ابو اسماعیل ترمذی نے مجھ کو بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ احمد بن حنبل سے سنا، وہ کہہ رہے تھے لفظی کا قائل جہمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: " فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ [التوبة:٦] " تو اس کو پناہ دے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن لے۔ امام احمد نے کہا: تو پھر کس نے سنا؟ فرمایا: پھر میں نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے سنا جن کے نام مجھے یاد نہیں رہے وہ (امام احمد) ان سے بیان کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ جو شخص کہے کہ میرے قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں وہ جہمی ہے اور جو کہے غیر مخلوق ہیں وہ بدعتی ہے۔ (1)

16 اس کی سند میں سعید بن اشکاب کا ترجمہ نہیں ملا۔

(1) صحيح۔ السنة لعبد اللہ بن احمد: (١/١٦٥)

۱۳ وہ (یعنی ابن جریر) فرماتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت سے سنا ہے کہ جن کے نام مجھے یاد نہیں وہ ان سے ذکر کرتے ہیں کہ یقیناً وہ کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ ''لفظی بالقرآن'' میرا تلفظ کرنا قرآن کے ساتھ مخلوق ہے۔ پس وہ جہمی ہے اور جس نے غیر مخلوق کہا وہ بدعتی ہے۔[17]

۱۴ محمد بن جریر نے کہا: ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی بات نہیں ہے کہ ہم اس کی بات کے علاوہ کوئی بات کریں۔ کیونکہ ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی ایسا امام نہیں ہے کہ جس کی ہم اتباع کریں اور اسی میں قناعت اور کفایت ہے اور وہ امام پیروی کے لائق ہے۔

۱۵ یہ محمد بن جریر کے وہ الفاظ ہیں جو میں نے بعینہ ان کی کتاب ''الاعتقاد'' سے نقل کیے ہیں۔[1]

۱۶ میں کہتا ہوں (یعنی محمد بن جریر) اس نے اپنے نفس سے اس فصل کی بالکل نفی کر دی ہے جو اس کی کتاب میں اس کی طرح منسوب ہے اور ان پر تہمت لگائی گئی ہے اس کے سنت کے راستے سے پھرنے کی وجہ سے یا اس کو کچھ بدعت کی طرف مائل کیا گیا ہے۔ اور وہ جو انہوں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ

---

[17] ضعیف۔ الاعتقاد للالکائی: (۶۰۲) السنة لعبداللہ بن احمد: (۱۸۱۔۱۸۵)، صریح السنة لابن جریر: (۳۰۔۳۵) یہ مبہم راویوں کی وجہ سے ضعیف ہے۔ امام ابن قتیبہ نے کہا کہ اس کے اس پر جھوٹ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ الاختلاف فی اللفظ: (ص ۴۵) اس کا پہلا حصہ امام عبداللہ نے اپنے باپ امام احمد بن حنبل سے السنة: (۱/۱۶۵) میں نقل کیا ہے۔

---

[1] الاعتقاد: (ص: ۲۹، ۲۸، بتصرف)

لفظیت کا قائل جہمی ہے یہ بات ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے یہ قول اس لیے کہا تھا کہ جہم اور ان کے اصحاب قرآن کو صراحتاً مخلوق کہتے تھے اور وہ لوگ جو لفظیت کے قول کے ذریعے خلق قرآن تک پہنچ جاتے ہیں اہل السنہ والجماعہ اس زمانے میں خلق قرآن کی واضح تصریح سے ڈر محسوس کر رہے تھے تو انہوں نے ان لوگوں کو بھی اس قول میں شامل کر دیا کہ لفظی بالقرآن مخلوق کے قائل جہمی ہیں۔ ۔تا کہ وہ خود جہمیہ میں سے شمار نہ کیے جائیں اور جہمیہ انسانوں کے شیطان ہیں جو ایک دوسرے کی طرف دھوکے والی بات کو اچھا کر کے پیش کرتے ہیں ۔پس انہوں نے اس لفظ کو ذکر کیا اور اس سے مراد لیا ہے کہ قرآن کریم ہمارے لفظ کے ساتھ مخلوق ہے۔اسی وجہ سے امام احمد نے ان کا نام جہمیہ رکھا تھا۔

اور امام احمد سے بیان کیا جاتا ہے کہ لفظیت کا شر جہمیہ کی طرف سے آیا تھا۔[1]

﴿۱۷﴾ اور رہا وہ جس کو امام احمد بن جریر نے امام احمد سے بیان کیا ہے کہ جو شخص لفظی بالقرآن غیر مخلوق کا قائل ہے وہ بدعتی ہے۔

پس انہوں نے اس سے یہ مراد لیا ہے کہ اہل السنۃ کے اسلاف نے لفظیت کے باب میں بالکل کلام نہیں کی اور نہ ہی زمانے نے ان کو اس کی طرف محتاج کیا ہے اور لفظیت کے بارے میں اقوال بے وقوفوں اور جاہلوں کی طرف سے بیان کیے گئے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بدعات ایجاد کی ہیں اور جن

---

(1) صحیح۔السنۃ لعبد اللہ بن احمد: (۱/۱۶۵، رقم:۱۸۵)

گمراہیوں اور بری باتوں سے وہ روکے گئے تھے انہی میں انھوں نے سرکشی اور تکبر کو اختیار کیا اور یہ لوگ ان چیزوں میں غوروخوض کرنے لگے کہ جن میں علماء سلف نے غوروخوض نہیں کیا۔

محمد بن جریر نے بیان کیا کہ امام احمد بن حنبل نے کہا ہے :أن من قال: لفظی بالقرآن غیر مخلوق فھو مبتدع، فإنما أراد أن السلف من أھل السنة لم یتکلموا فی باب اللفظ ولم یحوجھم الحال إلیه، وإنما حدث الکلام فی اللفظ من أھل التعمق وذوی الحمق الذین أتوا بالمحدثات، وبحثوا عما نھوا عنه من الضلالات وذمیم المقالات، وخاضوا فیما لم یخض فیه السلف من علماء الإسلام، فقال الإمام أحمد: ھذا القول فی نفسه بدعة، ومن حق المتدین أن یدعه، ولا یتفوه به ولا بمثله من البدع المبتدعة، ویقتصر علی ما قاله السلف من الأئمة المتبعة أن القرآن کلام اللہ غیر مخلوق، ولا یزید علیه إلا تکفیر من یقول بخلقه.

جس نے کہا کہ لفظی بالقرآن غیر مخلوق ہے تو وہ بدعتی ہے بے شک اہل السنہ میں سے سلف نے اس پر بات نہیں کی اور نہ ہی انہوں نے اس کی ضرورت محسوس کی ہے لفظی بالقرآن کی بحث احمقوں کی طرف سے آئی ہے جنہوں نے بدعات جاری کیں انہوں نے ان چیزوں میں بحثیں کیں جن گمراہیوں اور بری باتوں سے روکا گیا، انہوں نے اُن چیزوں میں غوروفکر کیا جن پر سلف نے نہیں کیا تھا، امام احمد نے کہا کہ یہ قول بذات خود بدعت ہے اور اہل سنت کے لائق ہے کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور ہر

بدعت گمراہی ہے لہذا نہ وہ اس بدعت کی طرف توجہ دیں اور نہ ہی اس جیسی دوسری ایجاد کی گئی بدعات کی طرف متوجہ ہوں چنانچہ ان باتوں پر ہی اکتفا کریں جو معتبر ائمہ سلف نے کہی ہیں۔ یقیناً قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے اور اس پر کسی قسم کا اضافہ نہ کیا جائے سوائے اس بات کے کہ خلق قرآن کا قائل کافر ہے۔

۱۸ ہمیں خبر دی امام حاکم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن عبداللہ الجراحی نے مرو [18] میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا یحیی بن ساسویہ نے اپنے باپ عبدالکریم السکدی سے کہ وھب بن زمعہ نے کہا مجھے خبر دی علی الباشانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک کو کہتے ہوئے سنا:

"من کفر بحرف من القرآن فقد کفر بالقرآن، ومن قال: لا أومن بهذا الكلام فقد کفر". کہ جس نے قرآن کے ایک حرف کا انکار کیا گویا اس نے پورے قرآن کا انکار کیا اور جس نے یہ کہا کہ میں نے اس کلام پر ایمان نہیں رکھا اور اس نے بھی کفر کیا ہے۔" [19]

---

[18] مرو خراسان کا بہت ہی مشہور شہر ہے۔ اور اس کا نام مرو الشاہجان بھی رکھا گیا ہے، مرو سفید پتھروں کو کہتے ہیں جو آگ جلانے کے کام آتے ہیں۔ الشاہجان فارسی کا لفظ ہے اس کا معنی ہے سلطان کی جان، کیونکہ جان سے مراد نفس یا روح ہے اور شاہ سے مراد سلطان ہے اور مرو شہر میں بہت بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے ہیں مثلاً احمد بن حنبل، سفیان بن سعید الثوری، اسحاق بن راھویہ اور عبداللہ بن مبارک رحمھم اللہ وغیرہم۔ (1)

[19] اس کی سند میں علی باشانی کے حالات نامعلوم ہیں۔

---

(1) معجم البلدان: (۵/۱۱۲-۱۱۴)

باب:۵

اللہ تعالیٰ کا آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہونا

(۱۹) اصحاب الحدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے۔ (۲۰) جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا ہے (اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ) [یونس:۳] ''یقیناً تمہارا رب وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ اپنے عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہ معاملے کی تدبیر کرتا ہے نہیں ہے کوئی سفارشی جو اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے''

---

(۲۰) امام عثمان بن سعید الدارمی فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالی آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر (مستوی) ہے۔ (1)

اسی طرح انہوں نے کہا کہ جو کہے کہ وہ نہیں مانتا کہ اللہ تعالی اپنے آسمان اور عرش کے اوپر ہے تو وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ (2)

احناف کی مخالفت کرتے ہوئے عبدالحیء حنفی لکھتے ہیں کہ قد اتفقت الکلمة من المسلمین ان اللہ تعالی فوق عرشه وعرشه فوق سمواته۔ مسلمانوں کا یہ کلام متفق علیہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے عرش پر ہے اور اس کا عرش آسمانوں پر ہے۔ (3)

نیز لکھتے ہیں کہ صحابہ اور تابعین نے اس بات پر اجماع کر لیا ہے کہ اللہ تعالی آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے اور مخلوق سے بہت دور ہے۔ (4)

---

(1) الاربعین:(ص:۴۳، رقم:۱۷) (2) علی بشر المریسی:(ص:۷۵) (3) مجموعه فتاوی عبدالحیء لکھنوی:(ص:۴۴)
(4) مجموعه فتاوی عبدالحیء لکھنوی:(ص:۴۶) نیز دیکھیں ہماری مطبوعہ کتب شرح رسالہ نجاتیہ:(ص:۴۹_۵۱)، شرح اصول السنہ للحمیدی:(ص:۶۸_۷۱)

اور سورہ رعد میں ہے (اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) [الرعد:۲] کہ اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے کہ تم انہیں دیکھ رہے ہو پھر وہ عرش پر بلند ہوا۔

اور سورہ فرقان میں اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں (ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا) [الفرقان:۵۹] کہ پھر رحمن عرش پر مستوی ہوگیا تو سوال کر اسکے بارے میں کسی خبر رکھنے والے سے"

اور سورہ سجدہ میں ہے (ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) [السجدہ:۴] "پھر وہ بلند ہوا عرش پر"

اور سورہ طہ میں فرمایا: (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) [طه:۵]
رحمن عرش پر مستوی ہوا

نیز فرمایا: (اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ) [السجدہ:۴] کہ اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر بلند ہوا۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے "اسی کی طرف اچھے کلمات چڑھتے ہیں" [فاطر:۱۰] [21] [1]

[21] علو یعنی بلندی اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مطلق بلندی سے متصف ہے جس میں ذات کی بلندی، قدر کی بلندی، اور قہر وغلبہ کی بلندی شامل ہے۔

[1] الروضۃ الندیۃ شرح العقیدۃ الواسطیۃ: (ص: ۱۳۱)

سورۃ سجدہ میں دوسرے مقام پر فرمایا: ''وہی آسمان سے زمین تک (سارے) معاملے کی تدبیر کرتا ہے پھر وہ (معاملہ) اس کی طرف چڑھ جاتا ہے۔[السجدہ:۵]

اورفرمایا:''کیاتم بے خوف ہو گئے ہواس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ تم کو زمین کے اندر دھنسادے''[الملک:١٦]

۲۰ اور اللہ تعالیٰ نے فرعون لعین کے بارے میں خبر دی ہے کہ جب اس نے ھامان کو کہا:''تو میرے لیے ایک اونچا محل بنادے تاکہ میں اسباب تک پہنچوں (یعنی آسمان کے راستوں تک) پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے معبود کی طرف جھانکوں بے شک میں تو اسے جھوٹا خیال کرتا ہوں [غافر:۳۶۔۳۷]

۲۱ اور اس نے یہ اس لیے کہا تھا کیونکہ اس نے موسیٰ سے اس بات کو سنا تھا کہ اس کا رب آسمان میں ہے۔ کیا آپ اس کے اس قول پر غور نہیں کرتے ہیں''میں تو اس کو جھوٹا گمان کرتا ہوں''[غافر:۳۷]

وہ مراد لے رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا کہ میرا رب آسمان میں ہے اس کی اس بات میں مَیں اس کو جھوٹا سمجھتا ہوں۔[22]

---

[22] اس کی دلیل سورۃ الانعام:٦١ بھی ہے:(وھو القاھر فوق عبادہ ویرسل علیکم حفظة) اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے اور نگہداشت رکھنے والے (محافظ فرشتے) بھیجتا ہے۔'' امام ابوالقاسم لالکائی فرماتے ہیں: یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالی آسمان میں ہے اور اس کا علم زمین و آسمان کی ہر جگہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ بات صحابہ میں سے سیدنا عمر، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس، اور سیدنا ام سلمہ رضی اللہ عنھم سے روایت کی گئی ہے۔ اور تابعین میں سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمن، سلیمان تیمی، اور مقاتل بن حیان سے نقل کی گئی ہے، نیز فقہاء میں سے مالک بن انس، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل اسی کے قائل ہیں۔[1]

---

[1] شرح اصول اعتقاد اھل السنہ:(۴۳۰/۳)

۲۲ سلف علماء امت اور ائمہ دین نے اللہ تعالیٰ کے عرش پر ہونے میں اختلاف نہیں کیا اور نہ ہی انھوں نے اس بارے میں اختلاف کیا ہے کہ اللہ کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو اسی طرح ثابت کرتے ہیں جس طرح ان کو اللہ تعالیٰ نے ثابت کیا ہے اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور اس کو اسی طرح مطلق رکھتے ہیں
جس طرح اللہ تعالیٰ نے استواء علی العرش کو مطلق رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تمام خبروں کو ظاہر پر محمول کرتے ہیں اور اس کا علم اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: (اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ)[العمران:۷] ''ہم اس پر ایمان لے آئے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے اور عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں جیسے اللہ نے علم میں مضبوط لوگوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ بھی یہی بات کہتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور اس نے ان کی تعریف کی ہے۔

۲۳ ہمیں خبر دی ابو الحسن عبد الرحمن بن ابراھیم محمد بن یحی المزکی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں محمد بن داود بن سلیمان الزاھد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی علی بن محمد بن عبید ابو الحسن الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں ابو یحی بن کیسبہ الوراق نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں بیان کیا محمد بن الاشدس الوراق ابو کنانہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ابو المغیرہ الحنفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا قدۃ بن خالد نے وہ حسن سے روایت کرتے ہیں وہ آگے اپنی ماں سے اور وہ ام المومنین سیدہ ام سلمۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى)[طٰہٰ:۵] رحمن والا عرش پر بلند ہے وہ کہتی ہیں کہ ''استواء معلوم ہے اور

کیفیت مجہول ہے اور اس کا اقرار کرنا ایمان ہے اور انکار کرنا کفر ہے“ 23

۲۴ اور ہمیں بیان کیا ابوالحسن بن اسحاق المزکی بن المزکی نے، ان کو احمد بن الخضر ابوالحسن الشافعی نے، ان کو شاذان نے، ان کو ابن مخلد بن یزید القُھستانی نے اور ان کو جعفر بن میمون نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اللہ سبحانہ کے اس قول (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى)[طه:۵] کے بارے میں سوال کیا گیا کہ استوی کیسے ہے؟ تو انہوں نے کہا: (**الاستواء غير مجهول، والكيف غير معقول والإيمان به واجب والسؤال عنه بدعة وما أراك إلا ضالا وأمر به أن يخرج من مجلسه** ”استواء معلوم ہے اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے ساتھ ایمان لانا واجب اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔(امام مالک نے سائل سے کہا) اور میں تجھ کو گمراہ سمجھتا ہوں اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کو مجلس سے نکال دیا جائے۔ (1)

---

23 ضعیف: لالکلائی: (۶۶۳)، العلو للذہبی: (ص ۶۵)، العلو لابن قدامة: (۸۲) اس میں محمد بن اشرس الوراق راوی متروک اور ابوالمغیرہ عمیر بن عبدالمجید ضعیف ہیں اور حسن کی والدہ مجہولہ ہے۔ فتح الباری: (۱۳/۴۰۶) امام ابن تیمیہ نے اس کی سند کو غیر معتمد کہا ہے۔ مجموع الفتاوی: (۵/۳۶۵) امام ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ قول ایک جماعت سے منقول کیا گیا ہے مثلاً ربیعہ، مالک الامام اور ابوجعفر الترمذی وغیرہ سے لیکن سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا منقول ہونا صحیح نہیں ہے۔ (2)

---

(1) صحیح الی مالک۔ شرح اصول الاعتقاد: (رقم: ۳، ۶۶۴/ ۴۴۱)، فتح الباری: (۱۳/۴۰۶)

(2) العلو: (ص:۶۵)

(۲۵) ہمیں ابو محمد المخلدی العدل نے خبر دی، اس کو ابو بکر عبداللہ بن محمد بن مسلم الاسفرائینی نے بیان کیا، اس کو ابو الحسن علی بن الحسن نے، ان کو سلمۃ بن شبیب نے، ان کو مھدی بن جعفر بن میمون الرملی نے، ان کو جعفر بن عبداللہ نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی مالک بن انس کے پاس آیا، وہ ان سے اس آیت کے بارے میں سوال کرنے لگا'' (اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى) [طه:۵] [24]
استوٰی کیسے ہے؟ جعفر بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے ان کو اتنی غضبناک حالت میں دیکھا جتنی غضبناک حالت میں وہ کبھی بھی نہیں دیکھے گئے تھے انھیں پسینہ آ گیا اور لوگ گردنوں کو بلند کرنے لگے پس وہ حکم کا انتظار کرنے لگے اس معاملے کے بارے میں

[24] امام ابوالحسن اشعری معتزلہ، جہمیہ اور حرور یہ کے استوی علی العرش کے متعلق نظریات کا دندان شکن رد کرتے ہوئے اپنے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان تمام دلائل سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالی آسمانوں میں اپنے عرش پر مستوی ہے اور آسمان کے متعلق لوگوں کا اجماع ہے کہ وہ زمین نہیں ہے لہذا یہ بات بھی دلیل ہے کہ اللہ تعالی اپنی وحدانیت میں یکتا اور عرش پر مستوی ہے۔ الابانہ عن اصول الدیانۃ :(۱۲۴) الحمدللہ ہم (الابانہ عن اصول الدیانہ) ترجمہ، شرح اور تخریج و تحقیق کے ساتھ عن قریب شائع کر رہے ہیں۔

امام ابن تیمیہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے اس صفت کو اپنی کتاب میں سات مقامات پر ذکر کیا ہے لہذا ہم بھی اللہ کے لیے اسے ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالی حقیقت میں اپنے عرش پر بلند ہوا جو اس کے شایان شان ہے چنانچہ استواء معلوم ہے، کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ (1)

(1) مجموع الفتاوی: (۱۴۴/۵) نیز دیکھیں فتح الباری: (۵۰۰/۱۳۔۵۰۱)

پھر کچھ دیر بعد ان سے غصہ اور پسینہ ختم ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ ''کیفیت مجہول ہے اور استواء معلوم ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور استواء کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے اور یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ تو گمراہ ہو جاؤ گا پھر اس کے بارے میں حکم دیا گیا پس اس کو مجلس سے نکال دیا گیا۔ (1)

(۲۶) اور مجھ کو اس کی خبر میرے دادا ابو حامد احمد بن اسماعیل نے دی، وہ میرے والد کے دادا شہید سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ابو عبداللہ محمد بن عدی بن حمدویہ الصابونی ہیں۔ ہمیں محمد بن احمد بن ابی عون نے بیان کیا، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو مھدی بن جعفر الرملی نے، ان کو جعفر بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی امام مالک بن انس کی خدمت میں آیا، اس نے آ کر کہا: اے ابو عبداللہ! (اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى) [طه:۵] اس فرمان میں استوی کیسے ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ امام مالک اس کی بات سن کر سخت رنجیدہ خاطر ہوئے ہم نے ان کو اتنے غصے میں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا انھوں نے آگے اوپر والی بات کو تفصیل سے بیان کیا۔

(۲۷) اور ابو علی الحسین بن الفضل البجلی سے استواء کے بارے میں سوال کیا

---

(1) اسناده حسن : الرد على الجهمية للدارمي :(۱۰۴) الحلية لابى نعيم:(۶ /۳۲۶، ۳۲۵) الاسماء والصفات للبيهقي: (۸۶۷، ۸۶۶) شرح الاعتقاد للالكائى :(۶۶۴) حافظ ذہبی نے کہا کہ یہ امام مالک سے ثابت ہے۔ العلو: (۱۰۴) اور حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو عمدہ کہا ہے۔ فتح الباری: (۱۳/ ۵۰۰ ط: دار السلام)

گیااور ان کو کہا گیا کہ استوی علی العرش کا کیا معنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں غیب کی خبروں کو نہیں جانتا مگر اتنی مقدار کے جتنی ہم پر واضح کردی گئی ہیں اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی عرش پر بلند ہے اور اس نے ہمیں یہ خبر نہیں دی کہ وہ کیسے بلند ہے؟

﴿۲۸﴾ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ الحافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن داود الزاھد نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن السامی نے، ان کو عبداللہ بن أحمد بن شبویہ المروزی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے علی بن حسن بن شقیق کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے سنا ہے وہ کہہ رہے تھے: "**نعرف ربنا فوق سبع سموات علی العرش استوی بائنا منه خلقه، و لا نقول كما قالت الجهمية إنه ها هنا و أشار إلى الأرض.** کہ ''ہم اپنے رب کو ساتوں آسمانوں کے اوپر پہچانتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ اس سے اس کی مخلوق الگ ہے اور ہم جہمیہ کی طرح نہیں کہتے کہ وہ یہاں ہے اور انہوں نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔'' (1)

---

(1) صحیح الی ابن المبارک ۔ السنة لعبد اللہ بن احمد: (۱/۱۱۱ رقم: ۱، ۲۲/۱۷۵ رقم: ۲۱۶) الرد علی الجهمية لابی سعيد الدارمی: (۶۷، ۱۶۲) خلق افعال العباد للبخاری: (ص: ۸ رقم: ۱۳) الرد علی المريسی: (ص: ۱۰۳) الشرح والابانة لابن بطة: (ص: ۲۲۲) الاسماء والصفات للبيهقی: (ص: ۵۳۸، ۴۲۷) اس کو امام ابن تیمیہ، الحموية: (ص: ۴۱) اور ابن قیم، اجتماع الجيوش الاسلامية: (ص: ۸۴) نے صحیح کہا ہے اور یہی بات امام احمد بن حنبل سے پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں بھی یہی کہتا ہوں۔ (روی عنه تلميذه ابو بكر الاثرم) فتاوی ابن تيميه: (۵/۵۲) اثبات صفة العلو لابن قدامه: (ص: ۱۰۰ رقم: ۹۹) العلو للذهبی: (۱۱۰)

۲۹ اور میں نے حاکم ابوعبد اللہ الحافظ سے ان کی کتب التاریخ اور معرفۃ علوم الحدیث سے سنا جو انہوں نے نیسا پور کے لوگوں کی لیے لکھی تھیں۔ان جیسی کتب پہلے نہیں لکھی گئی تھیں۔وہ کہتے ہیں میں نے ابوجعفر محمد بن صالح بن ھانی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمۃ سے سنا، وہ کہتے ہیں:

من لم يقل بأن الله عز وجل على عرشه، فوق سبع سمواته، فهو كافر بربه، حلال الدم، يستتاب فإن تاب وإلا ضربت عنقه، وألقي على بعض المزابل حتى لا يتأذى المسلمون ولا المعاهدون بنتن رائحة جيفته، وكان ماله فيئا لا يرثه أحد من المسلمين، إذ المسلم لا يرث الكافر، كما قال النبی صلى الله عليه وسلم "لا يرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم "رواه البخاری. کہ ''جو اس بات کا اقرار نہ کرے کہ اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہے۔پس وہ اپنے رب کا انکار کرنے والا ہے۔اس کا خون حلال ہے۔اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا۔پس اگر وہ توبہ کرے تو اچھا ہے ورنہ اس کی گردن ماری جائے گی۔اور اس کو اتنی دیر تک روڑی (کوڑا کرکٹ پھینکے جانے کی جگہ) پر پھینکا جائے جتنی دیر تک مسلمان اور ذمی لوگ اس کے جسم کی بدبو سے تکلیف میں نہ پڑیں۔اور اس کا مال غنیمت وفئی کا مال ہے۔اس کا کوئی مسلمان وارث نہیں بنے گا کیونکہ مسلمان کافر کا وارث نہیں بنتا۔ (1)

---

(1) صحيح الى ابن خزيمة ۔معرفة علوم الحديث للحاكم:(ص:۸۴)،اثبات صفة العلو:(۱۱۲)،امام ابن تیمیہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔الحموية:(۳۳۹۔۳۴۰)

جیسے رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا: وارث نہ بنے مسلمان کافر کا اور نہ وارث بنے کافر مسلمان کا۔ (1)

﴿۳۰﴾ اور ہمارے امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "المبسوط" کے اندر کفارہ میں مومنہ گردن آزاد کرنے کے مسئلے میں سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ غیر مومنہ کو کافر قرار دینا سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ (2)

کیونکہ انہوں نے خود سیاہ رنگ کی لونڈی کو کفارہ میں آزاد کرنے کا ارادہ کیا تھا اور پھر اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ تو آپ ﷺ نے اس کا امتحان لیا۔ پس آپ ﷺ نے اس کو کہا کہ "میں کون ہوں"؟ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا اور آسمان کی طرف۔ وہ مراد لے رہی تھی: کہ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ جو آسمان میں ہے۔ آپ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا کہ "تو اس کو آزاد کردے یہ تو مومنہ ہے۔" [25]

---

[25] ان الفاظ سے یہ حدیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ مسند احمد: (۲/۲۹۱)، سنن ابی داود: (۳۲۸۴)، التوحید لابن خزیمة: (۱/۲۸۴)، السنن الکبری للبیهقی: (۷/۳۸۸ دوسرا نسخه: (۷/۶۸۰ رقم: ۱۵۲۶۸)، العلو لابن قدامه: (۱۷) اس ﴿

---

(1) صحیح بخاری: (۶۷۶۴)، صحیح مسلم: (۱۶۱۴)، سنن ابی داود: (۲۹۰۹)، سنن الترمذی: (۲۰۱۷)، سنن ابن ماجه: (۲۷۲۹)، سنن الدارمی: (۳۰۰۲)، المنتقی لابن الجارود: (۹۵۴)۔ اس کے راوی اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں۔ فتاوی المحمدیه: (ص:۳۵)، اثبات صفة العلو رقم: (۱۰۲)، معرفة علوم الحدیث: (ص: ۲۴)

(2) الام للشافعی: (۵/۴۰۲)

(۳۱) پس رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے اس کے اسلام اور ایمان کا فیصلہ کیا ہے جب اس نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس کا رب آسمان میں ہے اور اس نے اپنے رب کو صفت علو اور فوقیت سے پہچانا۔ اور اسی وجہ سے امام شافعی رحمہ اللہ نے کفارہ میں کافرہ کو آزاد کرنے کے جواز کا فتوی مخالفین کے رد میں اس حدیث سے دیا ہے۔ اس کے اس عقیدہ کی بناء پر کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور ساتوں آسمانوں کے اوپر اپنے عرش پر ہے۔ جس طرح اہل السنۃ والجماعۃ کے سلف و خلف کا یہی عقیدہ ہے۔ اگر صحیح خبر موجود نہ ہوتی تو امام شافعی رحمہ اللہ یہ بات نہ کہتے۔

امام شافعی نے اپنے عقیدے اور اپنی وصیت میں کہا ہے کہ وہ بات جو سنت سے ثابت ہے وہی میرا عقیدہ ہے اور میں نے اہل الحدیث کو بھی اسی عقیدہ پر دیکھا ہے کہ اللہ تعالی آسمان پر اپنے عرش پر (مستوی) ہے وہ اپنی مخلوق سے جس طرح چاہے قریب ہوتا ہے اور آسمان دنیا پر جس طرح چاہتا ہے نزول فرماتا ہے۔ (1)

> کی سند میں مسعودی عبدالرحمن بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود مختلط ہے اور یزید بن ھارون نے ان سے اختلاط کے بعد سنا ہے، اور یہ روایت صحیح ابن خزیمہ: (۲۸۶/۱) میں بھی ہے اس کی سند میں طیالسی ہے اور اس نے مسعودی سے اختلاط کے بعد بیان کیا ہے۔ اس لیے شیخ البانی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ (2)
اور سیدنا معاویہ بن الحکم رضی اللہ عنہ کی حدیث (صحیح مسلم: ۵۳۷، مسند احمد: (۸۳۲،۸۳۳/۲، رقم: ۲۴۱۷۴، ۲۴۱۶۹، ۲۴۱۶۵)، السنن الکبری للبیھقی: (۱۵۲۶۶-۱۵۲۶۷) میں ہے۔ نیز دیکھیں: (3)

---

(1) (اثبات صفة العلو: (ص: ۱۸۰)، العلو: (ص: ۱۲۰)، شرح الابانة لابن بطة: (ص: ۲۳۲)، اجتماع الجیوش الاسلامیة: (ص: ۵۹)

(2) مختصر العلو: (ص ۸۱) (3) الرد علی الجھمیہ: (رقم: ۶۰-۶۲)

۳۲ اور ہمیں ابو عبد اللہ حاکم نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ ان کو امام ابو ولید حسان بن محمد الفقیہ نے، وہ کہتے ہیں: ان کو ابراہیم بن محمود نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ربیع بن سلیمان سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: جب تم لوگ مجھ کو دیکھو کہ میں کوئی ایسا قول بیان کر رہا ہوں جس کے مخالف رسول اللہ سے صحیح ثابت ہے، تو جان لو کہ میری عقل چلی گئی ہے۔ (1)

۳۳ امام حاکم نے کہا کہ میں نے ابو الولید سے کئی بار سنا وہ کہتے ہیں میں نے زعفرانی سے بیان کیا۔ بے شک امام شافعی نے ایک دن حدیث بیان کی، ایک سوال کرنے والے نے کہا: اے ابو عبد اللہ تو یہ کہتا ہے؟ امام شافعی نے کہا کہ تو مجھے عیسائیوں کے گرجے اور ان کے معبد خانے میں دیکھتا ہے اور مجھے کفار کی راہ پر تصور کرتا ہے یا مجھے مسلمانوں کی مسجد میں دیکھتا ہے اور مسلمانوں کے نقش قدم پر تصور کرتا ہے جو ان کے قبلہ کو قبلہ مانتا ہے۔ میں حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا ہوں پھر میں کیوں نہ اس کے ساتھ بات کروں؟ (26)

---

(26) صحیح عن الشافعی، اس کی سند مبہم راوی کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن اس کو امام شافعی سے ابو نعیم اصفہانی نے بھی ایک دوسری سند سے بیان کیا ہے اور وہ سند صحیح ہے۔ (2)

---

(1) سندہ صحیح۔ الحلیۃ لابی نعیم: (۹/۱۰۶)، الفقیہ و المتفقہ للخطیب: (۴۰۵)، آداب الشافعی لابن ابی حاتم: (ص: ۶۷) المدخل للبیہقی: (۱/۲۰۱) اخبار اصفھان: (۱/۱۸۳) ذم الکلام للھروی: (۲/۴۷)، مناقب الشافعی: (۱/۴۷۴)

(2) حلیۃ الاولیاء: (۹/۱۰۶)

۳۴ (ابوعثمان الصابونی نے کہا:) کہ اہل سنت اور اہل بدعت میں یہ فرق ہے کہ اہل بدعت جب اللہ تعالیٰ کی صفات کو سنتے ہیں تو فوراً اس کو رد کر دیتے ہیں اور اس کو قبول نہیں کرتے یا پھر صرف اور صرف ظاہرا قبول کرتے ہیں۔ پھر ایسی تاویل کرتے ہیں کہ حدیث کو اس کے اصل معنی سے پھیر دیتے ہیں اور اپنی عقلوں اور حیلوں کو اس میں داخل کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ جو رسول اللہ نے فرمادیا ہے وہ اسی طرح حق اور سچ ہے۔

کیونکہ دوسرے لوگوں کی نسبت آپ ﷺ خود رب کو اچھی طرح جاننے والے ہیں۔ اور آپ ﷺ صفات اور تمام مسائل میں حق و سچ اور وحی کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اس کی دلیل ہے ''اور آپ خواہش سے نہیں بولتے، نہیں ہے وہ مگر ایسی وحی جو آپ کی طرف کی جاتی ہے۔ [النجم: ۳۔۴]

۳۵ امام زھری اور ان کے علاوہ بہت سے ائمہ اور علماء اس بات کے قائل ہیں: **علی اللہ البیان وعلی الرسول البلاغ وعلینا التسلیم۔** کہ اللہ تعالیٰ پر بیان کرنا ہے اور رسول اللہ ﷺ پر اس کو آگے پہنچانا ہے اور ہم پر تسلیم کرنا ہے۔ (1)

۳۶ اور یونس بن عبدالصمد بن معقل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: کہ جعد بن درھم، وھب بن منبہ کے پاس آیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں

---

(1) صحیح۔ الزھد لابن ابی عاصم: (۷۱)، الحلیۃ لابی نعیم: (۳/۳۶۹) اور امام بخاری نے اس کو تعلیقاً ذکر کیا ہے۔ صحیح البخاری: (۱۳/۵۱۲ مع فتح الباری) امام حمیدی سے بھی یہ صحیح ثابت ہے۔

سوال کرنے لگا تو انہوں نے کہا: ''اے جعد! تو ہلاک ہو جائے اس مسئلہ کو پکڑنے کی وجہ سے اور میں تجھے ہلاک ہونے والوں سے گمان کرتا ہوں۔ اے جعد! اگر اللہ تعالیٰ ہمیں یہ خبر نہ دیتا کہ اس کا ہاتھ، آنکھ، اور چہرہ ہے۔ تو ہم بھی یہ بات نہ کرتے۔ پس تو اللہ سے ڈر جا۔ پھر جعد بہت لمبی دیر نہیں ٹھہرا مگر صولی دے کر قتل کر دیا گیا۔ (1)

۳۷: اور خالد بن عبداللہ القسری نے قربانی کے دن بصرہ میں خطبہ دیا۔ اور خطبہ کے آخر میں فرمایا کہ ''تم اپنے گھروں کو چلے جاؤ اور قربانیاں کرو۔ میں جعد بن درھم کی قربانی کروں گا۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ نہیں بنایا اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی ہے۔ یقیناً جعد نے بہت بڑی بات کہی ہے اور پھر منبر سے نیچے اتر آئے اور اس کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیا اور حکم دیا کہ اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ (27)

---

(27) ضعیف۔ خلق افعال العباد للبخاری: (۳)، التاریخ الکبیر: (۱/۶۴) امام ذھبی فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بہت مشہور ہے۔ میزان الاعتدال: (۱/۳۹۹) الرد علی الجھمیۃ: (رقم: ۳۸۸، ۱۳)، الشریعۃ للآجری: (ص: ۳۲۷، ۹۷ دوسرا نسخہ ص: ۲۴۷ رقم: ۶۳۸) السنن الکبری للبیھقی: (۱۰/۲۰۵ دوسرا نسخہ: ۱۰/۳۸۵ رقم: ۲۰۸۸۷)

اس کی سند میں عبدالرحمن اور اس کا باپ مجہول ہے اور اس کا دادا ضعیف یکتب حدیثہ ہے، الاسماء والصفات للبیھقی: (ص: ۲۵۳)۔ اس کی سند میں محمد بن حبیب راوی مجہول ہے۔ میزان الاعتدال: (۶/۱۰۱ رقم: ۷۳۵۶، الجرح والتعدیل: ۷/۱۲۴۶)۔ اور اس کا بیٹا عبدالرحمن مقبول ہے۔ میزان الاعتدال: (۴/۳۱۲ رقم: ۴۹۵۵)، التقریب: (۳۹۹۸)

---

(1) البدایۃ والنھایۃ لابن کثیر: (۹/۳۵۰)، اس کی سند میں یونس بن عبدالصمد ہے اس راوی پر جرح وتعدیل معلوم نہیں ہو سکی۔ دیکھیں۔ الجرح والتعدیل: (۹/۲۴۱)

باب: ٦

ان کا عقیدہ نزول باری تعالیٰ کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کا بلا کیف آنا

﴿٣٨﴾ اہل الحدیث کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نزول اور آنا بغیر کیفیت کے ہے ۔اصحاب الحدیث ہر رات کو اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا کی طرف نزو؛ کو مخلوق کے نزول کے ساتھ تشبیہ دیئے بغیر (اور بلا تمثیل و بلا تکییف کے) ثابت کرتے ہیں، اور اس کی کوئی مثال اور کیفیت بیان نہیں کرتے۔

بلکہ وہ تو اس بات کو ثابت کرتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ثابت کیا ہے اور وہ اس پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور صحیح خبر کو اس کے ظاہر پر محمول کرتے ہیں۔ نیز اس کے علم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔[28]

امام حماد بن زید رحمہ اللہ جہمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ اس بات کے اردگرد گھوم رہے ہیں کہ آسمان پر کوئی معبود نہیں ہے۔(1)

[28] محمد بن حسن شیبانی ان احادیث کے بارے میں کہتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے آسمان دنیا کی طرف نزول وغیرہ کا ذکر ہے ان احادیث کو ثقہ راویوں نے بیان کیا ہے تو ہم بھی ان احادیث کو روایت کرتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں لیکن اس کی تفسیر و تفصیل بیان نہیں کرتے۔شرح اصول اعتقاد اھل السنة :(٣/٢٣٢)، العلو :(ص:١١٣)، اجتماع الجیوش الاسلامیة:(ص:٨٧) نیز دیکھیے امام ابن تیمیہ کی کتاب شرح حدیث نزول جو اس موضوع پر مفید ہے۔

---

(1) (اسنادہ حسن۔السنة لعبداللہ بن احمد:(١/١١٧ رقم: ٤١)، العلو:(ص:١٠٦۔١٠٧)

، اجتماع الجیوش الاسلامیة:(ص:٤٥)، فتاوی المحمدیه:(ص:٣٠)

﴿۳۹﴾ اور بالکل ایسے ہی جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا اس کو ثابت کرتے ہیں۔فرمان الٰہی ہے"وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کرر ہے ہیں کہ ان کے پاس اللہ بادل کے سائبانوں میں آجائے اور فرشتے بھی۔"[البقرۃ:۲۱۰] اور دوسرے مقام پر فرمایا:"اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف درصف ہونگے" [الفجر:۲۲]

﴿۴۰﴾ میں نے شیخ ابو بکر اسماعیلی کے اس رسالے میں پڑھا ہے جو انہوں نے جیلان والوں کی طرف لکھا تھا۔:"یقیناً اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث منقول ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھی ارشاد گرامی ہے"وہ اس کے سوا کس چیز کا انتظار کرر ہے ہیں کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ بادل کے سائبانوں میں آجائے اور فرشتے بھی"[البقرۃ:۲۱۰]،اور فرمایا:"اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف درصف ہونگے"[الفجر:۲۲]

اور ہم اس سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بغیر کیفیت کے آیا ہے اور اگر اللہ سبحانہ ہمارے لیے کیفیت کو بیان کرنا چاہتا ہوتا تو ضرور کرتا۔

پس ہم اسی تک جائیں گے جس کو اس نے محکم بیان کیا ہے اور متشابہات سے رک جائیں گے۔کیونکہ اس بات کا حکم ہمیں کتاب اللہ میں دیا گیا ہے فرمایا:"وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری' جس میں سے کچھ آیات محکم ہیں" وہی کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، پھر جن لوگوں کے دلوں میں تو کجی ہے وہ اس میں سے ان کی پیروی کرتے ہیں، جو کئی معنوں میں ملتی جلتی ہیں، فتنے کی تلاش کیلئے اور ان

کی اصل مراد کی تلاش کیلیئے، حالانکہ ان کی اصل مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور جو علم میں پختہ ہیں وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور نصیحت قبول نہیں کرتے مگر وہ جو عقل والے ہیں'' [آل عمران:۷]

(۴۱) ہمیں ابوبکر بن زکریا الشیبانی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو حامد بن الشرقی سے سنا ہے وہ کہتے ہیں، میں نے حمدان السلمی اور ابوداود الخفاف سے سنا، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے اسحاق بن (راہویہ) ابراہیم الحنظلی سے سنا، وہ کہتے ہیں مجھ کو امیر عبداللہ بن طاہر نے کہا: ''اے ابو یعقوب !اس حدیث کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے ''ہمارا رب ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے'' وہ کیسے نزول فرماتا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر کو عزت دے! اللہ تعالیٰ کے معاملے کیلیئے کیفیت نہیں بتائی جاتی، وہ بغیر کیفیت کے نزول فرماتا ہے۔[1]

(۴۲) ہمیں ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم العدل نے بیان کیا، ان کو محبوب بن عبد الرحمن نے، ان کو ان کے دادا ابوبکر محمد بن احمد بن محبوب نے، ان کو احمد بن حمویہ، ان کو ابوعبدالرحمن العتکی نے، ان کو محمد بن سلام نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک سے شعبان کی پندرہویں رات میں اللہ تعالی کے نزول کے بارے میں سوال کیا تو عبداللہ بن مبارک نے کہا: ''اے کمزور شخص! وہ ہر رات کو نزول فرماتا ہے۔ تو آدمی نے ان کو کہا کہ اے ابوعبدالرحمن! وہ کیسے نزول فرماتا ہے؟ کیا وہ جگہ (عرش) اس سے خالی

---

(1) صحیح۔شرح الاعتقاد للالکائی: (۷۷۴)، الاسماء والصفات للبیہقی: (ص:۵۶۸)، العلو للذہبی: (ص ۱۳۲)، تاریخ بغداد: (۶/۳۵۲)، شرح حدیث نزول لابن تیمیہ: (ص:۵۱)

نہیں ہوتا! پھر عبداللہ بن مبارک نے کہا: اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے جیسے چاہتا ہے۔''[1]

(۴۳) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے اس آدمی کو کہا کہ جب تیرے پاس رسول اللہ ﷺ کی حدیث آجائے تو اس کے سامنے جھک جا۔

(۴۴) میں نے حاکم ابوعبداللہ الحافظ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوزکریا یحییٰ بن محمد العنبری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ابی طالب سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا احمد بن سعید بن ابراہیم ابوعبداللہ الرباطی سے، وہ کہتے ہیں میں ایک دن امیر عبداللہ بن طاہر کی مجلس میں حاضر ہوا اور اسحاق بن راہویہ بھی وہاں حاضر ہوئے۔ تو ان سے حدیث نزول کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا وہ صحیح ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ''ہاں'' چنانچہ امیر عبداللہ کے قائدین، وزیروں نے کہا: اے ابویعقوب (اسحاق بن راہویہ)! کیا تو گمان کرتا ہے کہ اللہ ہر رات نزول فرماتے ہیں۔ کہا: ''ہاں پھر کہا گیا کہ نزول کیسے ہوتا ہے؟ اسحاق بن راہویہ نے اس کو کہا کہ تو فوقیت کو ثابت رکھ یہاں تک کہ میں تیرے لیے نزول کو بیان کروں۔ آدمی نے کہا میں فوقیت کو ثابت رکھتا ہوں، تو اسحاق بن راہویہ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھا: ﴿وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا﴾ [لفجر: ۲۲] ''اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف در صف ہوں گے۔''

عبداللہ بن طاہر امیر نے کہا: اے ابو یعقوب! یہ آنا تو قیامت کو ہوگا، اسحاق بن راہویہ نے اس بات کو سن کر کہا کہ اللہ تعالیٰ امیر کو عزت بخشے ''جو قیامت کو آسکتا

---

[1] صحیح۔شرح الاعتقاد للالکلائی: (۷۷۴)، الاسماء والصفات للبیھقی: (۵۶۸) تفصیل کی لیے دیکھیے مختصر العلو: (ص: ۱۹۳)۔

ہے اسے آج آنے سے کون روک سکتا ہے''۔ (1)

﴿۴۵﴾ اللہ تعالیٰ کا ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول کی حدیث ایسی ہے کہ اس کی سند پر اتفاق کیا گیا ہے۔ صحیحین میں مالک بن انس، عن الزہری، عن الاغر وابی سلمۃ عن ابی ھریرۃ کی سند سے موجود ہے۔

﴿۴۶﴾ ہمیں خبر دی ابو علی زاھر بن احمد نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن عبد الصمد نے بیان کیا، ان کو ابو مصعب نے، ان کو مالک نے، (تحویل سند) ہمیں ابو بکر بن زکریا نے بیان کیا، ان کو مصعب نے، ان کو ابو حاتم مکی بن عبدان نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ یہ اس میں سے ہے جو میں نے علی بن نافع پر پڑھا ہے۔ اور ان کو مطرف نے اور وہ مالک سے روایت کرتے ہیں۔ (تحویل سند) ہمیں بیان کیا ابو بکر بن زکریا نے ان کو ابو القاسم عبید اللہ بن ابراہیم بن بالویہ نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے بیان کیا، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک پر قرأت کی ہے، وہ ابن شہاب الزہری سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو عبد اللہ الاغر سے، وہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے، وہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے، یقیناً اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " :ينزل ربنا تبارك وتعالى فى كل ليلة إلى سماء الدنيا حين يبقى ثلث الليل الأخير، فيقول: "من يدعوني فأستجيب له، ومن يسألني فأعطيه، ومن يستغفرني فأغفرله."

''ہمارا رب عزوجل آسمان دنیا کی طرف ہر رات اترتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔'' پس وہ کہتا ہے: کون ہے؟ جو مجھے پکارے میں اس کی پکار کو

---

(1) صحیح ہے۔ العلو للذہبی (ص: ۱۳۲) الحجة في بيان المحجة: (۱۲۵/۲) شیخ البانی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مختصر العلو: (ص: ۱۹۳)

سنوں، اور کون ہے جو مجھ سے سوال کرے پس میں اس کو عطا کروں؟ اور کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے پس میں اسے بخش دوں! (1)

اور اس حدیث کی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کئی سندیں ہیں۔

الف: اس کو روایت کیا ہے اوزاعی نے! وہ یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں وہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (2)

ب: تحویل سند: اور اس کو یزید بن ہارون نے اور اس کے علاوہ کئی ائمہ نے روایت کیا ہے۔ محمد بن عمرو سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ (3)

ت: اور مالک، زہری سے، وہ اعرج سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ (4)

---

(1) صحیح البخاری: (۷۴۹۴)، صحیح مسلم: (۷۵۸/۱۶۸)، موطا امام مالک: (۳۵/۲-۳۶)، الرد علی الجهمیه للدارمی: (رقم ۱۲۵)، سنن ابی داود: (۱۳۱۵)، مسند احمد: (۲۶۷/۲، ۲۶۵، ۲۶۴)، سنن ابن ماجه: (۱۳۶۶)، سنن الدارمی: (۳۴۷/۱)، الشریعة للآجری: (ص: ۳۰۸)، السنة لعبدالله بن احمد: (ص: ۱۵۴)، السنة لابن ابی عاصم: (رقم: ۴۹۲)، التوحید لابن خزیمة: (ص: ۱۲۷-۱۲۸)، السنن الکبری للبیهقی: (۳/۲)، الاعتقاد للبیهقی: (رقم: ۲۹۱)، الاسماء والصفات للبیهقی: (ص: ۴۴۹)، شرح السنة للبغوی: (۶۵/۴-۶۶) یہ حدیث متواتر ہے جس طرح ابن عبدالبر نے کہا ہے۔ التمهید: (۱۲۸/۷) نیز دیکھیں الماتریدیة: (۳۶/۳) (2) صحیح مسلم: (۷۵۸/۱۷۰)

(3) حسن۔ مسند احمد: (۵۰۴/۲)، سنن دارمی: (۳۴۶/۱ ح: ۱۵۱۹)، السنة لابن ابی عاصم: (رقم: ۴۹۶، ۴۹۵)، التوحید لابن خزیمة: (ص: ۱۲۹)، کتاب النزول للدارقطنی: (رقم: ۱۳-۱۹)

(4) التمهید لابن عبدالبر: (۱۲۹/۷)

ث: اور مالک، زھری سے، وہ سعید بن مسیب سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [29]

ج: اور عبید اللہ بن عمر سعید بن ابی سعید المقبری سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [1]

د: اور عبد الاعلی بن ابی المساور، بشیر بن سلمان ابو حازم سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اور یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طریق کے علاوہ بھی منقول ہے (اس کی اور بھی سندیں ہیں)۔ اس کو نافع بن جبیر بن مطعم نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ [2]

ر: ان میں سے عبد الرزاق، معمر سے وہ زہری سے وہ ابو عبد اللہ الاغر اور ابو سلمۃ رضی اللہ عنہ سے وہ ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے [3]

---

[29] التمہید لابن عبد البر: (۷/۱۲۸۔۱۲۹) یہ صحیح نہیں ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن صالح بن محمد بن مسلم، الجہنی لیث کے کاتب ہیں وہ صدوق اور بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے ہیں [4]

---

[1] صحیح۔ مسند احمد: (۲/۴۳۳) الزھد لابن المبارک: (۱۲۳۱)، النزول للدارقطنی: (۳۸۔۴۴)، السنۃ لابن ابی عاصم: (۴۹۹، ۴۹۸)

[2] صحیح۔ مسند احمد: (۴/۸۱) سنن دارمی: (۱/۳۴۹ ح ۱۵۲۱)، الشریعہ للآجری: (ص: ۳۱۲۔۳۱۳ دوسرا نسخہ: ص ۲۵۲ رقم: ۷۶۰)، السنۃ لعبد اللہ بن احمد: (ص: ۱۶۸)، السنۃ لابن ابی عاصم: (۵۰۷)، التوحید لابن خزیمۃ: (ص: ۱۳۳) النزول لدارقطنی: (۴)، الاسماء والصفات للبیہقی: (ص: ۴۵۱)، المعجم الکبیر للطبرانی: (۱۵۶۶)، مسند ابی یعلی: (۷۳۷۱)، مجمع الزوائد: (۱۰/۱۷۱ رقم: ۱۷۲۴۶)، کشف الاستار: (۳۱۵۲)

[3] سندہ صحیح۔ الشریعۃ للآجری: (ص: ۳۰۸ دوسرا نسخہ: ص: ۲۴۸ رقم: ۷۴۴)، سنن دارقطنی: (۲۹)، شرح السنۃ للبغوی: (۴/۶۶)، نیز دیکھیں فتح الباری: (۳/۳۰)

[4] التقریب: (۳۳۸۸)

۴۹ اور موسیٰ بن عقبہ، اسحاق بن یحییٰ سے وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے[30]

۵۰ اور عبدالرحمن بن کعب بن مالک، سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے۔[1]

۵۱ اور عبیداللہ بن ابی رافع، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں[2]

۵۲ اور شریک، ابواسحاق سے وہ ابوالأحوص سے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے[3]

۵۳ اور محمد بن کعب فضالہ بن عبید سے، وہ ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔[4]

---

[30] حسن۔الشریعۃ للآجری: (ص: ۳۱۲ دوسرا نسخہ: ص ۲۵۳ رقم: ۷۶۲) اس کی سند میں اسحاق بن یحییٰ ضعیف ہے اس نے سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے سماع بھی نہیں کیا لہذا یہ روایت اپنے شواھد کے ساتھ حسن ہے نیز دیکھیں [5]

---

[1] صحیح۔التوحید لابن خزیمہ: (۱۹۱)، النزول للدارقطنی: (۷) نیز دیکھیں۔فتح الباری لابن حجر: (۳/۳۰)۔ [2] صحیح۔مسنداحمد: (۱/۱۲۰)، سنن دارمی: (۱/۳۴۸ رقم: ۱۵۲۶)، سنن الدارقطنی: (۲۰/۱) النزول للدارقطنی: (۱۔۳)، مسند ابی یعلی: (۶۵۷۶)

[3] صحیح۔مسنداحمد: (۱/۴۰۳، ۳۸۸)، مسند ابی یعلی: (۵۳۱۹)، الرد علی الجھمیۃ لابی سعید الدارمی: (۱۳۰)، التوحید لابن خزیمہ: (۸۹) یہ ابواسحق السبیعی کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن اس کی متابعت ابراہیم الھجری کر رہے ہیں۔ مسند احمد: (۱/۴۶۶)، الرد علی الجھمیۃ لا حمد بن حنبل: (۱۳۰)، التوحید لابن خزیمۃ (ص: ۱۳۴-۱۳۵) الشریعۃ للآجری: (ص: ۳۱۲)، النزول للدارقطنی (۸۔۱۲)، مجمع الزوائد: (۱۰/۱۷۰، رقم: ۱۷۲۴۳)، مسند ابی یعلی: (۵۲۹۸)

[4] منکر۔الرد علی الجھیمۃ للدارمی: (۱۲۸)، التوحید لابن خزیمہ: (۱۹۹)، تفسیر ابن جریر: (۱۵/۱۳۹ دوسرا نسخہ: ۷/۴۶۰، رقم: ۲۲۶۰۲)، التوحید لابن خزیمۃ: (ص: ۱۳۶، ۱۳۵) النزول للدارقطنی: (۷۵)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۱/۱۰۰) ، تفسیر بغوی: (۴/۲۳)، مجمع الزوائد: (۱۰/۱۵۵ دوسرا نسخہ: ۱۰/۱۷۲۔۱۷۳، رقم: ۱۷۲۵۱)، المعجم الاوسط للطبرانی: (۸۶۳۵) اس کے ضعیف ہونے کی دو علتیں ہیں ۱: عبداللہ بن صالح صدوق کثیر الغلط ہے ۲: زیادہ بن محمد الانصاری منکر الحدیث ہے۔ التقریب: (۲۱۱۳) حافظ ہیثمی نے بھی اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ نیز دیکھیں الضعفاء للعقیلی: (۲/۹۳)

[5] المعجم الاوسط للطبرانی: (۶۰۷۹)

٥٤ اور ابو الزبیر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے۔ 30

٥٦ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا① اور ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے②

٥٥ اور سعید بن جبیر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔③

٥٧ یہ سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا: " **إذا مضى نصف الليل أو ثلثاه ينزل الله إلى السماء الدنيا فيقول هل من سائل فيعطى؟ هل من داع فيستجاب له؟ هل من مستغفر فيغفر له؟ حتى ينفجر الصبح** " ''اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: کون ہے جو مجھ سے سوال کرے؟ پس میں اس کو عطا کروں گا۔ کون ہے جو مجھے پکارے؟ پس میں اس کا

---

30 ضعیف۔ مسند البزار، کشف الاستار: (١١٢٨) اس میں ابوزبیر مدلس راوی ہے اور عن سے روایت کررہا ہے۔

---

① حسن صحیح۔سنن ابن ماجه (١٣٦٧)، الرد على الجهمية للدارمى: (١٣٤ دوسرا نسخه: ٢٨٧)، النزول للدارقطنى: (ص ١٦٩) شرح الاعتقاد للالكائى: (٧٦٦) السنه لابن ابى عاصم: (٥٢٥)، الصحيحه: (١٣٥/٣_١٣٩)

② صحيح لغيره۔مسند احمد: (٢٣٨/٦)، سنن الترمذى: (٧٣٩)، سنن ابن ماجه: (١٣٨٩)، مسند عبدبن حميد: (١٥٠٧)، النزول للدارقطنى: (١٦٩)، شرح الاعتقاد: (٧٦٤)، مجمع الزوائد: (١٢٩٠٧_١٢٩٦٢)، المعجم الاوسط للطبرانى: (٦٧٧٦) یحیی بن ابی کثیر نے عروہ سے حدیث نہیں سنی۔ نیز حجاج اور یحیی کے درمیان بھی انقطاع ہے۔تحفه الاحوذى: (٥٠٣/٣) علامہ البانی نے شواہد کی بنا پر اس کو صحیح کہا ہے۔ الصحيحة: (١١٤٤)

③ الرد على الجهميه للدارمى: (١٣٧)، النزول للدارقطنى: (٩٥، ٩٦) شرح الاعتقاد للالكائى: (٧٦٨ موقوفا) شرح الاعتقاد للالكائى: (٧٦٧ مرفوعا)۔

جواب دوں'' کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے؟ پس میں اس کو معاف کردوں؟ یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔

٥٨ اسی وجہ سے وہ رات کے آخری حصے کی نماز کو اس کے پہلے حصے سے افضل قرار دیتے ہیں۔

٥٩ اور یہ تمام کی تمام احادیث سندوں کے ساتھ ہماری بڑی کتاب جو ''الانتصار'' کے نام سے معروف ہے میں موجود ہیں۔

٦٠ یہ ابوسلمہ اور اغر کے الفاظ ہیں جو وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔(1)

٦١ اور یزید بن ہارون کی روایت میں، وہ محمد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں۔ وہ سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے، وہ سیدنا ابو ہریرہ سیدنا رضی اللہ عنہ سے (2)

اور ایک اور روایت میں اوزاعی یحییٰ بن ابی کثیر سے، وہ ابوسلمہ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ''جب رات کا نصف یا تہائی حصہ گزر جاتا ہے۔ اللہ رب العزت آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں۔ پس کہتے ہیں: کیا کوئی سوال کرنے والا ہے، پس وہ دیا جائے؟ کیا ہے کوئی پکارنے والا کہ

---

(1) صحیح البخاری: (١١٤٥، ٧٤٩٤)، صحیح مسلم: (١٧٧٢)، السنة لابن ابی عاصم: (٥٠٥_٥٠٦)

(2) اسناده حسن وهو صحيح_مسند احمد: (٥٠٤/٢)، سنن الدارمي: (١٥١٩)، السنة لابن ابي عاصم: (٥٠٧)

اس کی پکار قبول کی جائے؟ کیا ہے کوئی معافی طلب کرنے والا کہ اس کو معاف کیا جائے ؟ یہاں تک کہ صبح پھوٹ پڑے۔ (1)

(۶۲) اور سعید بن مرجانہ کی روایت میں، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے آخر میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ پھر اللہ اپنے ہاتھوں کو پھیلاتا ہے۔ پھر کہتا ہے :''کون ہے جو مفلس اور ظالم کے علاوہ کو قرض دے۔ (2)

(۶۳) اور ابو حازم کی روایت میں ہے وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالی رات کے آخری تہائی حصے میں آسمان دنیا پر آتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ کیا ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کو دوں۔ کیا ہے کوئی اپنے گناہوں کی معافی مانگنے والا میں اس کو معاف کروں، سوائے جن وانس کے ہر ذی روح اس آواز کو جان لیتی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب مرغے بولتے، گدھے ہینکتے اور کتے بھونکتے ہیں۔ (3)

(۶۴) اور موسی بن عقبہ کی روایت میں بہترین اضافہ ہے جس کو وہ اسحاق بن یحیٰی سے روایت کرتے ہیں، وہ عبادہ بن صامت سے، اور وہ اضافے یہ ہیں کہ جن کی خبر ہمیں ابو یعلی حمزہ بن عبد العزیز المھلبی نے دی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبد اللہ بن محمد الرازی نے، وہ کہتے ہیں، ہمیں ابو عثمان محمد بن عثمان بن ابی سوید نے، وہ کہتے ہیں، ہمیں عبد

---

(1) صحیح مسلم: (۱۷۷۴)، عمل اليوم والليلة للنسائی: (۴۷۸)، كتاب التوحيد لابن خزيمه: (۱۹۳)، صحيح ابن حبان: (۷۵۸)، السنة لابن ابی عاصم: (۵۰۹)

(2) صحیح مسلم: (۱۷۷۵/۷۶)

(3) كتاب التوحيد لابن خزيمه: (ص: ۳۰۸) معرفة السنن والآثار للبيهقی: (۲۱۳)

الرحمن بن مبارک نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہمیں فضیل بن سلیمان نے، وہ موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں وہ اسحاق بن یحییٰ سے، وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ہر رات جب اس کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں۔ پس وہ کہتے ہیں: کیا میرے بندوں میں سے مجھ سے دعا کرنے والا نہیں ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا کو قبول کروں، کیا میرے بندوں میں سے کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا نہیں ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کو رزق دوں۔ کیا کوئی مظلوم نہیں ہے جو مجھ کو یاد کرے پس میں اس کی مدد کروں۔ کیا کوئی مصیبت میں مبتلا نہیں ہے جو مجھ سے دعا کرے تو اس کو مصیبت سے رہائی دے دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ اسی طرح کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور وہ (اللہ) اپنی کرسی پر بلند ہو جاتے ہیں۔'' [31]

٦٥ اور ابو زبیر کی روایت میں وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، مرزوق ابی بکر کے طریق سے۔ وہ روایت جس کو محمد بن اسحاق بن خزیمۃ نے مختصراً نکالا ہے۔ [1]

---

[31] ضعیف: الشریعة للآجری: (ص: ٦٦، دوسرا نسخہ ص: ٢٥٣، رقم: ٧٦٢) اس میں ویعلو علی کرسیه کے الفاظ نہیں ہیں۔ یہ الفاظ منکر ہیں۔، الأوسط للطبرانی: (٩٠٦٧، دوسرا نسخہ: ١٠/١٧٢/١ رقم: ١٧٢٥٠)، المجمع للهیثمی: (١٠/١٥٤) اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا ہی نہیں ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہ راوی اسامہ بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ القرشی ہے۔ اس نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا اور یہ بھی ضعیف ہے [2]

---

[1] ضعیف۔ صحیح ابن خزیمه: (٢٦٣/٤)، مسند البزار: (٢٩/٢، ٢٨، ح: ١٢٨): شرح السنه للبغوی: (٧/ ١٥٩)، شرح الاعتقاد للالکائی: (٧٥١)، شعب الایمان للبیهقی: (٣٧٧٤۔ ط: هندیه) [2] التقریب: (٣٩٠)

٦٦ اور ایوب کے طریق سے، وہ ابوزبیر سے، وہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جس کو حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ (1)

٦٧ اور ھشام الدستوائی کی سند سے، وہ ابوزبیر سے، وہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”یقیناً عرفہ کی رات کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں، پس آسمان والے زمین والوں کے ساتھ فخر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے پراگندہ بالوں والے، گردوغبار والے، قربانی کرنے والے بندوں کی طرف دیکھو! وہ ہر دور کی جگہ سے آئے ہیں، وہ میری رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے میرا عذاب نہیں دیکھا۔ پس کوئی دن یوم عرفہ سے زیادہ افضل نہیں ہے کہ جس میں لوگوں کو اس دن سے زیادہ آگ سے آزاد کیا جاتا ہو۔ (یوم عرفہ کو تمام دنوں سے زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کردیا جاتا ہے) (2)

٦٨ اور ھشام الدستوائی نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کی ہے، وہ ھلال بن ابی میمونہ سے، وہ عطاء بن یسار سے، وہ رفاعہ الجھنی سے، انھوں نے عطاء بن یسار کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب رات کا تہائی یا نصف یا دو تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں۔ پس

---

(1) ضعیف۔ البزار: (١١٢٨۔ کشف الاستار) اس میں ابوزبیر مدلس راوی ہے اور عن سے روایت کررہا ہے۔

(2) ضعیف: مسند بزار: (١١٢٨)، ابن حبان: (١٠٠٦۔١٠٤ اموارد)، ابو یعلی: (٢٠٩٠)، اس میں ابوزبیر مدلس ہے اور عن سے روایت کررہا ہے۔ مجمع الزوائد: (٣/٢٥٣)

فرماتے ہیں: میں اپنے بندوں سے اپنے علاوہ کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے؟ میں اس کو بخشش دوں، کون ہے جو مجھ کو پکارے؟ میں اس کی پکار کا جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے؟ میں اس کو عطا کروں۔ یہاں تک کہ فجر پھوٹ پڑتی ہے۔ (1)

(۷۹) ہمیں ابو محمد المخلدی نے خبر دی، ان کو ابو عباس السراج نے، ان کو محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ اسرائیل سے، وہ ابو اسحاق سے، وہ ابو مسلم سے، وہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما پر یقیناوہ دنوں گواہی دیتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: **"إن الله يمهل حتى إذا ذهب ثلث الليل الأول هبط إلى السماء الدنيا، فيقول: هل من مذنب؟ هل من مستغفر؟ هل من سائل؟ هل من داع؟ حتى تطلع الشمس."** ''یقینا اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ رات کا پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے۔ وہ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے پھر اعلان کرتا ہے: کیا ہے کوئی گناہ کرنے والا؟ کیا ہے کوئی بخشش مانگنے والا؟ کیا ہے کوئی سوال کرنے ولا؟ کیا

---

(1) صحیح۔ سنن ابن ماجه (۱۳۶۷)، اس کی مثل حدیث ان کتب حدیث میں بھی ہے۔ سنن دارمی: (۱۵۲۳)، مسنداحمد: (۱۶/۴)، الشریعه للآجری: (۷۵۶)، صحیح ابن حبان: (۲۱۲۔الاحسان)، التوحید لابن خزیمة: (۱۹۵)، مسند البزار: (۳۵۴۳)، مسند طیالسی: ۱۲۹۲)، المعجم الکبیر للطبرانی: (۵۲/۵، ۵۱ح ۴۵۵۹)، النزول للدارقطنی: (۶۸۔۷۱) شرح الاعتقاد للالکائی: (۷۵۴۔۷۵۵)

ہے کوئی پکارنے والا؟ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا ہے۔[32]

(۷۰) ہمیں ابو محمد المخلدی نے بیان کیا، ان کو ابوالعباس الثقفی نے، ان کو حسن بن صباح نے، ان کو شبابہ بن سوار نے بیان کیا، وہ یونس بن ابی اسحاق سے، وہ ابو مسلم الاغر سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں ابوسعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی گواہی دیتا ہوں کہ ان دونوں نے کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقینا اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ چلا جاتا ہے۔ پھر آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، پھر آسمان کے دروازوں کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کو کھولا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ اعلان فرماتے ہیں، کیا کوئی سوال کرنے والا ہے؟ کہ میں اس کو عطا کروں۔ کیا کوئی پکارنے والا ہے اس کی پکار کو قبول کروں کیا کوئی بخشش مانگنے والا ہے؟ میں اس کو بخش دوں، کیا کوئی پریشان و مجبور ہے؟ میں اس کی تکلیف کو رفع کردوں۔ کیا کوئی مدد مانگنے والا ہے؟ میں اس کی مدد کروں۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ اسی جگہ پر رہتے ہیں کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ دنیا کی ہر رات کو اللہ تعالیٰ

---

[32] صحیح مسلم: (۷۵۸) اس میں ھل من مذنب کے الفاظ نہیں ہیں اور اس میں حتی یطلع الفجر کی جگہ حتی ینفجر الفجر کے الفاظ ہیں۔ نیز دیکھیں الشریعۃ: (ص: ۳۱۰، رقم: ۷۴۸۔ ۷۵۰)، التوحید: (۱۲۶)، مسند احمد: (۳۴/۳ ھل من مذنب کے الفاظ مسند احمد کے ہیں اور ان کے ہاں ھل من تائب کے الفاظ زائد ہیں جب کہ مسند احمد میں ھل من داع کے الفاظ نہیں بلکہ الشریعہ للآجری: (۴۷۸) کے ہیں مسند احمد اور الشریعہ کے آخر میں یہ الفاظ ہیں فقال لہ رجل: حتی یطلع الفجر؟ قال: نعم۔ مسند ابی عوانہ: (۳۱۶/۲)، الاسماء والصفات: (ص: ۴۵، دوسرا نسخہ: ۱۹۶/۲)

آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں۔'' (33)

﴿۷۱﴾ ہمیں ابو محمد المخلدی نے خبر دی، ان کو ابو العباس الثقفی نے بیان کیا، ان کو مجاھد بن موسیٰ اور فضل بن سھل نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان کو یزید بن ھارون نے، ان کو شریک نے، وہ ابو اسحاق سے، وہ الاغر سے، یقیناً انہوں نے ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی گواہی دی ہے کہ ان دونوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دی ہے کہ، بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:''

جب رات کا ثلث ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں اور آواز لگاتے ہیں کہ خبردار! کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے؟ کہ اس کو بخشا جائے، کیا کوئی سوال کرنے والا کہ اس کو اس کا سوال دیا جائے، خبردار! کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ (1)

﴿۷۲﴾ ہمیں ہمارے استاد ابو منصور بن حمشاد نے بیان کیا، ان کو ابو علی اسماعیل بن محمد الصفار نے، ان کو ابو منصور الرمادی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے خبر دی،

(33) صحیح۔النزول للدارقطنی (۵۵) اس میں ثم یصعد الی السماء (وہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے) کے الفاظ زائد ہیں، امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اس میں یونس بن ابی اسحاق السبیعی نے اچھے الفاظ کا اضافہ کیا ہے، یونس کے متعلق ابن حاتم فرماتے ہیں: سچا ہے مگر اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ (2) ابن حجر فرماتے ہیں: سچا ہے مگر تھوڑا سا وہم خور بھی ہے۔ (3)

(1) صحیح۔النزول للدارقطنی: (۵۵)، الشریعہ للآجری: (۷۵۰) (الفاظ میں تقدیم وتاخیر ہے لیکن مفہوم ایک جیسا ہے)

(2) الجرح والتعدیل: (۹/۲۴۴) (3) التقریب: (۷۸۹۹)

وہ سہیل بن ابی صالح سے، وہ اپنے باپ سے، وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے پس وہ کہتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں وہ تین مرتبہ یہ اعلان کرتا ہے۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے؟ میں اس کو عطا کروں۔ کون ہے جو مجھے پکارے؟ میں اس کی پکار سنوں۔ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے ؟ میں اس کو معاف کروں؟ وہ ہمیشہ اسی حالت میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ (1)

(۷۳) میں نے اپنے استاد ابو منصور سے اس حدیث کو لکھوانے کے بعد سنا، وہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بغیر کیفیت کے اترتے ہیں۔ (34)

(۷۴) اور ان کے بعض نے کہا ہے وہ نزول فرماتا ہے جیسے اس کے لائق ہے، بغیر کیفیت کے، مخلوق کے اترنے کی طرح نہیں کہ جس جگہ سے آیا ہے وہ خالی ہو جائے اور جس جگہ گیا ہے وہ بھر جائے۔

---

(34) الفقہ الاکبر المنسوب الی ابی حنیفہ: (ص: ۳۴)، الاسماء والصفات للبیہقی: (ص: ۵۷۲، دوسرا نسخہ: ۲/۲۰۰) احناف نے استویٰ کی تاویل (استولیٰ سے) کر کے امام ابو حنیفہ کی مخالفت کی ہے اور امام صاحب کے مذہب کو چھوڑ کر معتزلہ کا مذہب اختیار کیا ہے، چنانچہ ابن ابی العز الحنفی کہتے ہیں: مخالفون فی کثیر من اعتقادیۃ۔ خود کو امام ابو حنیفہ کا مقلد کہنے والے بہت سے اعتقادی امور میں ان کے مخالف ہیں۔ (2)

---

(1) صحیح مسلم: (۱۶۹/۷۵۸) اس میں تقدیم و تاخیر ہے۔

(2) شرح العقیدۃ الطحاویۃ: (ص: ۲۸۸)

کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کی طرح ہو جیسے وہ پاک ہے کہ اس کی ذات مخلوق کی ذات کی طرح ہو۔ اس کا آنا جانا اور اترنا ویسے ہی ہے جیسے اس کی ذات کے لائق ہے بغیر تشبیہ وتکییف کے۔

75 امام ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے اپنی کتاب ''التوحید'' میں کہا ہے۔ اور میں نے اس کو سنا اس کے پوتے ابوطاہر سے، ثابت سندوں والی حدیث کو ذکر کرنے کے باب میں علماء حجاز اور عراق نے اس کو نبی ﷺ سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا آسمان دنیا کی طرف اترنے کے بارے میں بغیر نزول کی کیفیت بیان کرنے کے نزول کو ثابت کرتے ہوئے

پس ہم گواہی دیتے ہیں اپنی زبان کے ساتھ اقرار کر کے دل کے ساتھ تصدیق کر کے ان تمام حدیثوں پر یقین رکھتے ہوئے جو نزول کے بارے میں کیفیت کو بیان کرنے کے علاوہ وارد ہوئی ہیں، کیونکہ ہمارے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے خالق کے آسمان دنیا کی طرف اترنے کی کیفیت کو بیان نہیں کیا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ وہ اترتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مسلمانوں کے دینی امور کو بیان کرنے کا والی بنایا ہے۔ پس ہم اقرار کرنے والے ہیں اور تصدیق کرنے والے ہیں ان تمام حدیثوں کی جو نزول کے بارے میں آئی ہیں کیفیت کی صفت کو بیان کرنے کے علاوہ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزول کی کیفیت کو بیان نہیں کیا۔ [35]

---

[35] التوحید لابن خزیمہ: (۱/۲۹۰، ۲۸۹) امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم آسمان دنیا کی طرف نزول نزول کی ان تمام احادیث کی تصدیق (اور ان کو تسلیم کرتے ہیں) جن کو اہل نقل ثابت کرتے ہیں [1]

---

[1] الابانة: (۶۰)

(۷۶) ہمیں حاکم ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی، ان کو ابو محمد الصید لانی نے بیان کیا، ان کو علی بن حسن بن جنید نے، ان کو احمد بن صالح المصری نے، ان کو ابن وھب نے، ان کو مخرمہ بن بکیر نے خبر دی، وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔
(تحویل سند) اور ہم کو خبر دی حاکم نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم نے بیان کیا (حدیث کے الفاظ ان کے ہیں) وہ کہتے ہیں ہم کو ابراہیم بن منقد نے، ان کو ابن وھب نے، وہ مخرمہ بن بکیر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا وہ گمان کرتا ہے کہ اس نے نبی ﷺ کی زوجۂ محترمہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے وہ فرماتی ہیں اچھا دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں۔ انہوں نے کہا وہ دن کونسا ہے؟ تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا وہ عرفہ کا دن ہے۔ [36]

(۷۷) اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تبارک وتعالیٰ نصف شعبان کو آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں دن کے آخری حصہ میں رات کے قریب بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر لوگوں کو آگ سے آزاد کرتے ہیں۔ اور حاجیوں کے نام لکھے جاتے ہیں اور پورے سال کا رزق نازل کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر ایک کو معاف کر دیتا ہے سوائے مشرک کے یا رشتہ داروں کو توڑنے والے یا نافرمان یا دشمنی کرنے والے کے۔ [37]

---

[36] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔
[37] ضعیف۔ اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

۷۸ ہمیں خبر دی ابو طاہر بن خزیمہ نے، ان کو میرے دادا الامام نے بیان کیا، ان کو حسن بن محمد الزعفرانی نے، ان کو اسماعیل بن علیۃ نے، وہ ھشام الدستوائی سے روایت کرتے ہیں۔ (تحویل سند) امام نے کہا: اور ہمیں زعفرانی نے، ان کو یزید نے، یعنی ابن ھارون، اور ان کو دستوائی نے خبر دی۔ (تحویل سند:) اور ہمیں محمد بن عبداللہ بن میمون نے بیان کیا، ان کو ولید نے، وہ اوزاعی سے۔ یہ سب کے سب یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ہلال بن ابی میمونہ سے، وہ عطار بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو رفاعہ بن عرابہ الجھنی نے بیان کیا۔ (تحویل سند)

امام نے کہا: اور ہم کو ابوھشام زیاد بن ایوب نے بیان کیا، ان کو مبشر بن اسماعیل الحلبی نے، وہ اوزاعی سے: ان کو یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان کو حلال بن ابی میمونہ نے، وہ عطار بن یسار سے، ان کو رفاعہ بن عرابہ الجھنی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے لوٹے۔ تو لوگ آپ سے اجازت مانگنے لگے ، پس آپ ان کو اجازت دینے لگے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" :ما بال شق الشجرة الذی یلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أبغض إلیکم من الآخر، فلا یری من القوم إلا باکیا قال یقول أبو بکر الصدیق إن الذی یستأذنک بعدها لسفیه، فقام النبی صلی اللہ علیه وسم، فحمد اللہ و أثنی علیه و کان إذا حلف قال: والذی نفسی بیده أشهد عند اللہ ما منکم من أحد یؤمن باللہ والیوم الآخر ثم یسدد إلا سلک به فی الجنة، ولقد وعدنی ربی أن یدخل من أمتی الجنة سبعین ألفا بغیر حساب ولا عذاب، وإنی لأرجو أن لا یدخلوها حتی یؤمنوا ومن صلح من أزواجهم و ذریاتهم یساکنکم فی الجنة،

ثم قال صلی اللہ علیه وسم: إذا مضی شطر اللیل أو قال: ثلثاہ ینزل اللہ إلی السماء الدنیا، ثم یقول: لا أسأل عن عبادی غیری، من ذا الذی یسألنی فأعطیه؟ من ذا الذی یدعو فی فأجیبه؟ من ذا الذی یستغفرنی فأغفر له؟ حتی ینفجر الصبح "هذا لفظ حدیث الولید.

درخت کی اس طرف کا کیا معاملہ ہے جو رسول ﷺ کے ساتھ والی ہے تمہاری طرف زیادہ بغض والی ہے دوسرے سے؟ (آپ کی بات سن کر سب رونے لگے) وہ کہتے ہیں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کہنے لگے: یقیناً وہ شخص جس نے آپ سے اس کے بعد اجازت طلب کی وہ بیوقوف ہے۔ پس نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور جب آپ قسم اٹھاتے تھے تو کہتے تھے: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ میں اللہ کے ہاں گواہی دیتا ہوں، نہیں ہے، تم میں سے کوئی شخص جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت کے دن پر، پھر آپ کلام کو اعتدال سے بیان کرتے ہیں مگر وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور مجھ سے میرے رب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری امت میں سے ۷۰ ہزار لوگوں کو بغیر حساب و کتاب اور عذاب کے جنت میں داخل کرے گا اور یقیناً میں امید رکھتا ہوں کے تم اس میں داخل نہیں یہاں تک کہ تم اس میں ٹھکانا بنالو، جو تمہاری بیویوں اور اولاد سے نیک ہوں گے ان کے مکان جنت میں ہوں گے ۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا نصف یا تہائی حصہ گزر جاتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں میں اپنے بندوں سے

اپنے غیر کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو عطا کروں؟ کون ہے جو مجھ سے معافی مانگے میں اس کو معاف کروں گا؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ یہ ولید کی حدیث کے الفاظ ہیں۔[38]

۷۹: شیخ الاسلام (اس سے مصنف کتاب امام صابونی مراد ہیں، یہ کتاب کو نقل کرنے والے نے کہا ہے نہ کہ مصنف نے خود) نے کہا، میں کہتا ہوں: جب نزول کے بارے میں اللہ کے رسول سے احادیث صحیح ثابت ہیں۔ اھل السنہ والجماعه نے ان کا اقرار کیا ہے اور ان کو قبول کیا ہے اور انہوں نے نزول کو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق ہی ثابت کیا ہے اور مشبھه کا عقیدہ نہیں رکھا اور نہ ہی کیفیت کے بارے میں بحث کی ہے۔ کیونکہ اس کی طرف کوئی راستہ موجود نہیں ہے۔ اور انہوں نے جانا ہے اور پہچانا ہے نیز تحقیق کی ہے چنانچہ وہ اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ یقینا اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ جیسے اس کی ذات مخلوق کی ذات کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی۔ اللہ رب العزت اس سے بلند ہے جو مشبہہ اور معطلہ (یہ ایسا فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کا بھی انکار کرتے ہیں) کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بہت زیادہ لعنت کرے۔

---

[38] اس کی تخریج گزر چکی ہے۔

[39] شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے بے مثال کتاب شرح حدیث النزول: (ص: ۲۵۰) میں فرماتے ہیں کہ نزول مقبول ہے، کیفیت مجہول ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے بارے سوال کرنا بدعت ہے اور یہی سلف کا عقیدہ ہے اور اس پر اجماع ہے۔ نیز دیکھیں (1)

(1) العلو للذھبی: (ص: ۲۳۱)

٨٠ اور میں نے ابوعبداللہ بن ابی حفص البخاری کیلئے قرات کی جو اپنے دور کے بلامدافعت ومقابلہ بخارا (شہر) 40 کے شیخ ہیں۔

اور یہ ابوحفص، محمد بن حسن شیبانی کے کبار شاگردوں میں سے ہیں۔ ابو عبداللہ نے کہا ان سے میری مراد عبداللہ بن عثمان ہیں اور ان کا لقب عبدان ہے یہ مرو کے شیخ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حسن شیبانی سے سنا، وہ کہتے ہیں: حماد بن ابی حنیفہ نے کہا ہم نے کہا ان لوگوں سے (جو منکرین صفات باری تعالیٰ ہیں) تمہارا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ (وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا) [الفجر: ٢٢] ''اور تیرا رب آئے گا اور فرشتے صف درصف ہونگے۔

اور اس فرمان کے بارے میں کیا خیال ہے کہ انہیں وہ خیال کرتے مگر یہ کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے بانوں میں آئے اور فرشتے بھی [البقرہ: ٢١٠]

پس کیا اللہ تعالیٰ آئے گا جس طرح اس نے کہا ہے؟ کیا فرشتے صف درصف آئیں گے؟ تو انہوں نے کہا فرشتے تو صف درصف آئیں گے اور رہے رب العزت اور ہم نہیں جانتے کہ وہ اس سے کیا مطلب لیتے ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے آئے گا؟ سو ہم نے ان کو کہا کہ ہم تم کو اس بات کا مکلف نہیں بناتے کہ تم اس کے آنے کی کیفیت کے

40 بخارا ایک قدیم شہر ہے، ماوراء النہر کے عظیم شہروں میں سے، اس میں باغات اور پھلوں کی بہتات ہے خراسان اور ماوراء النہر کے شہروں میں سے کوئی شہر اتنی آبادی والا نہیں ہے جتنی اس شہر کی آبادی ہے، اس شہر کی طرف بہت سارے علوم وفنون میں ماہر لوگوں کی نسبت ہے امام المحدثین و الفقهاء و الاتقياء امام بخاری بھی اس شہر کے رہنے والے تھے۔ (1)

(1) معجم البلدان: (١/٣٥٣-٣٥٥)

بارے میں جانو۔لیکن ہم تم کو اس بات کا مکلف بناتے ہیں کہ تم اس کے آنے پر ایمان لے آؤ، جو اس بات کا انکار کرتا ہے فرشتے صف در صف نہیں آئیں گے تمہارا اس انسان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: وہ کافر اور جھٹلانے والا ہے چنانچہ ہم نے کہا اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کے آنے کا انکار کرتا ہے۔وہ بھی کافر اور جھٹلانے والا ہے۔

﴿۸۱﴾ اور ابو عبداللہ بن ابی حفص البخاری نے اپنی کتاب میں بھی کہا ہے کہ ابراہیم بن اشعث نے ذکر کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے فرماتے ہوئے سنا: "جب تم کو جہمی کہے کہ ہم اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ اللہ رب العزت اپنی جگہ سے حرکت کرتے ہیں یا اپنی جگہ کو چھوڑتے ہیں۔تو اس کو کہہ کہ ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔" (1)

ان احادیث کے متعلق سلف کا موقف

﴿۸۲﴾ یزید بن ہارون نے اپنی مجلس میں اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث بیان کی وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روز قیامت اللہ تعالی کو دیکھنے کے بارے میں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " :إنكم تنظرون إلى ربكم كما تنظرون إلى القمر ليلة البدر "بے شک تم اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔ (2)

(1) خلق افعال العباد للبخاری:(۴۶)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۷۷۵)، الفتوی الحمویہ :(ص: ۴۱)، شرح حدیث النزول:(ص ۱۵۳)

(2) التوحید لابن خزیمہ :(۲۳۸) الشریعۃ للآجری:(۵۴۵، دوسرا نسخہ: ۶۳۳۔۶۳۷)
یہ حدیث دیگر سندوں سے صحیح البخاری:(۵۵۴) صحیح مسلم:(۶۳۳) میں بھی ہے۔

ان کی مجلس میں بیٹھے ایک آدمی نے کہا: اے ابو خالد! اس حدیث کا کیا معنی ہے؟ تو وہ غصے میں آ گئے اور کہا کہ کس چیز نے تجھے صبیغ کے مشابہ کر دیا ہے اور تجھے کیا ضرورت پڑی کہ تو نے اس طرح کا کام کیا جو اس کے ساتھ ہوا افسوس ہے تجھ پر، اور کون جانتا ہے وہ کیسے ہے؟ اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس بات سے تجاوز کرے جس کو حدیث نے بیان کیا ہو۔ یا اس کے بارے میں اپنی طرف سے بات کرے، یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو بیوقوف بنا رکھا ہے اور اپنے دین کو ہلکا سمجھتا ہے۔ جب تم نبی کریم ﷺ سے حدیث سنو تو فورا اس کی پیروی کرو اور اس میں کوئی بدعت ایجاد نہ کرو، اگر تم اس کی پیروی کرو گے اور اس میں شک اور جھگڑا نہیں کرو گے تو محفوظ رہو گے اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

﴿۸۳﴾ اور صبیغ کا قصہ درج ذیل ہے: یزید بن ھارون نے سائل سے کہا کہ کس چیز نے تجھے صبیغ کے مشابہ کیا ہے اور تجھے کیا ضرورت ہے اس طرح کرنے کی جو اس کے ساتھ کیا گیا۔ اس قصہ کو یحیی بن سعید نے سعید بن المسیب سے روایت کیا بے شک صبیغ التمیمی امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: اے امیر المومنین! آپ مجھے خبر دیں (وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا) [الذاریات: ۱] کے بارے میں، تو آپ نے کہا: کہ اس سے مراد ہوائیں ہیں، اور اگر میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں یہ نہ کہتا۔ اس نے کہا آپ مجھے خبر دیں (فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا) [الذاریات: ۲] کے بارے میں؟ آپ نے کہا کہ اس سے مراد بادل ہیں اور اگر میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں یہ نہ کہتا۔ اس نے مجھے خبر دیں (فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا) [الذاریات: ۴] کے بارے میں تو آپ نے کہا: فرشتے مراد

ہیں اور اگر میں ہ بات رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں بھی یہ نہ کہتا۔اس نے کہا مجھے خبر دیں (فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا)(الذاریات:۳) کے بارے میں تو آپ نے کہا کہ اس سے مراد کشتیاں ہیں،اور کہا اگر میں نے یہ تفسیر رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو میں کبھی بھی یہ نہ کہتا۔

پھر آپ نے حکم دیا کہ اس کو سو کوڑے مارے گئے ، پھر اس کو ایک گھر میں قید دیا، یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا پھر آپ نے اس کو بلایا پھر اس کو سو کوڑے مارے ، پھر اس کو اونٹ کے پالان پر بٹھا دیا اور سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ تو اس کے پاس لوگوں کا بیٹھنا منع کر دے وہ ہمیشہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ سیدنا ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پختہ قسم اٹھائی کہ اب وہ اپنے نفس میں ایسی کوئی چیز نہیں پاتا جو پہلے محسوس کرتا تھا تو انھوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا اور اس کے معاملے کی خبر دے تو انہوں نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ یہ سچ کہہ رہا ہے اس کو چھوڑ دیں اور لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دیں۔[41]

---

[41] ضعیف جدا۔مسند بزار: (۲۹۹، کشف الاستار: ۲۲۵۹)، ابن عساکر: (۴/۲۳۱۔۲۳۲)، الشریعۃ للآجری: (ص:۷۳، دوسرا نسخہ: ۱۶۰۔۱۶۱، قال محققہ: رجالہ ثقات)، سنن الدارمی: (۱۴۶)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۱۱۳۸) سلیمان بن یسار نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اس لیے یہ قصہ ضعیف ہے۔اور اس میں سعید بن سلام العطار کذاب راوی بھی ہے۔حافظ ہیثمی نے کہا: رواہ البزار وفیہ ابوبکر بن ابی سبرہ وھو متروک۔[1]

---

[1] مجمع الزوائد: (۷/۱۷۵۔۱۷۶، رقم: ۱۱۳۶۵)

﴿۸۴﴾ اور حماد بن زید، قطن بن کعب سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے بنی عجل کے ایک آدمی سے سنا۔ اس کو فلاں کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ میں اس کو ابن زرعہ کے نام سے جانتا ہوں۔ وہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے صبیغ بن عسل کو بصرہ میں دیکھا گویہ کہ وہ خارش زدہ اونٹ ہے جب وہ ان لوگوں میں بیٹھتا جو اس کو نہیں جانتے ہوتے تو دوسرے حلقے والے ان کو پکارتے کہ یہ امیر المومنین کا وفادار ہے۔ [42]

﴿۸۵﴾ اور اسی طرح حماد بن زید، یزید بن حازم سے روایت کرتے ہیں، وہ سلیمان بن یسار سے، کہ بنو تمیم کا ایک آدمی جس کو صبیغ کہا جاتا ہے وہ مدینہ آیا۔ اس کے پاس کئی کتابیں تھیں۔ پس وہ کتاب اللہ کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا اس بات کا سیدنا عمرؓ کو پتہ چل گیا تو انہوں نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور آپ نے کھجور کی شاخوں کو اکٹھا کیا۔ پس جب وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پاس داخل ہوا اور بیٹھ گیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں اللہ کا بندہ صبیغ ہوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ عمر ہوں۔ پھر ان شاخوں کے ساتھ اسے مارنے لگے یہاں تک کہ اس کا سر پھٹ گیا اور خون اس کے چہرے پر بہنے لگا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! آپ کو اتنا کافی ہے۔ اللہ کی قسم جو بات میرے دماغ میں موجود تھی وہ چلی گئی ہے۔

---

[42] صبیغ، بنی عنیعہ سے تھا اور اس کے متعلق معروف تھا کہ وہ اپنے ساتھ کتابیں رکھتا تھا تاکہ لوگوں کو شکوک وشبہات میں ڈالے، معلوم ہوا کہ اہل باطل ہمیشہ سے لوگوں کو اپنی کتب وغیرہ دکھا کر ضلالت کی طرف بلاتے ہیں لیکن ان کی کتب ان کے لیے کوئی مفید نہیں جیسا کہ یہودیوں کے لیے ان کا علم مفید نہیں

۸۶ ہمیں ابوعبدالرحمن محمد بن حسین بن موسی السلمی نے خبر دی، ان کو محمد بن محمود الفقیہ المروزی نے، ان کو محمد بن عمیر الرازی نے بیان کیا، ان کو ابوزکریا یحییٰ بن ایوب العلاف التجیبی نے مصر میں بیان کیا، ان کو یونس بن عبدالاعلی نے، ان کو اشھب بن عبدالعزیز نے بیان کیا، میں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ تم بدعتیوں سے بچو۔ کہا گیا اے ابوعبداللہ! بدعتی کون ہیں؟ انہوں نے کہا: **أهل البدع الذين يتكلمون فی أسماء الله و صفاته، و كلامه و علمه و قدرته لا يسكتون عما سكت عنه الصحابة و التابعون.** بدعتی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ناموں ،اس کی صفات، کلام، اس کے علم اور اس کی قدرت میں باتیں کرتے ہیں وہ ان چیزوں (باتوں) سے خاموش نہیں رہتے جن سے صحابہ اور تابعین خاموش رہے ہیں۔ کیا ان لوگوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث کافی نہیں تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پائی۔[43]

۸۷ ہمیں ابوالحسین احمد بن محمد بن عمر الزاھد الخفاف نے خبر دی، ان کو ابونعیم عبد الملک بن محمد بن عدی الفقیہ نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمہ اللہ سے سنا، وہ کہتے ہیں: **لأن ألقاه بكل ذنب ما خلا الشرك**

[43] صحیح۔ سنن الترمذی: (۲۵۶۱)، احمد شاکر نے اس کو صحیح کہا ہے۔ مسند احمد: (۹/۱۶۱) علامہ مبارکپوری نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ جو خاموش رہا یعنی وہ شر کی بات کرنے سے خاموش رہا۔(1)

(1) تحفۃ الاحوذی: (۲/۵۰۶)

أحب إلی من ألقاہ بشیء من الأھواء. ''یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کو شرک کے علاوہ تمام گناہوں کیساتھ ملوں یہ مجھ کو اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے خواہشات میں سے کسی کیساتھ ہے۔'' (1)

۸۸ ہمیں ابو طاہر محمد بن فضل نے خبر دی، ان کو ابو عمرو الحیری نے بیان کیا ان کو ابواز ہر نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان نے، وہ جعفر بن برقان سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے عمر بن عبد العزیز سے خواہشات میں سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ''دیہاتیوں اور مدرسے کے لڑکوں کے دین کو لازم پکڑ و اور جو اس کے علاوہ ہے اس کو چھوڑ دو۔ (43)

۸۹ ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ نے خبر دی، ان کو محمد بن یزید نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو یحییٰ البزار سے سنا ہے وہ کہتے ہیں میں نے عباس بن حمزہ سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے احمد بن ابوالحواری سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، وہ کہتے ہیں: ''ہر وہ چیز جس کی ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو اپنی کتاب میں

---

(43) اسنادہ ضعیف۔ الطبقات لابن سعد: (۵/۳۷۴)، سنن الدارمی: (۳۱۴)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۲۵۰)۔ اس کے راوی جعفر بن برقان نے عمر بن عبد العزیز کو نہیں پایا لہذا یہ روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

---

(1) صحیح۔ آداب الشافعی ومناقبہ لابن ابی حاتم: (ص: ۱۸۲۔۱۸۷)، الحلیۃ لابی نعیم: (۹/۱۱۱)، السنن الکبری للبیھقی: (۱۰/۲۰۶)، الاعتقاد: (ص: ۲۳۹)، تبیین کذب المفتری لابن عساکر: (۲۳۷)، الابانۃ الکبری لابن بطۃ: (۲۶۲، ۲۶۱)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۳۰۰)

متصف کیا ہے اور اس کی تفسیر اس کی تلاوت ہے اور اس پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے (1)

(۹۰) ہمیں ابو الحسن الخفاف نے خبر دی، ان کو ابو العباس محمد بن اسحاق السراج نے بیان کیا، ان کو اسماعیل بن ابی الحارث نے، ان کو ہیثم بن خارجہ نے، وہ کہتے ہیں میں نے ولید بن مسلم نے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے اوزاعی، سفیان اور مالک بن انس سے، صفات اور رویت کی احادیث کے بارے میں سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: ''ان کو کیفیت بیان کیے بغیر اسی طرح جاری کرو جس طرح وہ آئی ہیں۔'' (2)

(۹۱) امام زہری اپنے وقت کے ائمہ کے امام اور امت کے لیے علم کا چشمہ تھے، فرماتے ہیں: علی الله البیان، وعلی الرسول البلاغ، وعلینا التسلیم. ''اللہ تعالیٰ پر بیان کرنا ہے اور رسول پر اس کو آگے پہنچانا ہے۔ اور ہم پر اس کو تسلیم کرنا ہے۔ [44]

---

[44] صحیح: صحیح البخاری مع فتح الباری: (۱۳/ ۵۱۶) تعلیقا۔ امام دارقطنی رویت باری تعالی پر بیس سے زائد احادیث اور امام ابن قیم نے حادی الارواح میں تیس احادیث جمع کی ہیں نیز امام دارقطنی نے امام ابن معین سے باسند بیان کیا ہے کہ انھوں نے کہا کہ میرے] پاس رویت باری تعالی کے متعلق سترہ صحیح احادیث ہیں ۔فتح الباری: (۱۳/ ۵۳۶) ہم نے اس مسئلے پر اپنی دو مطبوعہ کتب رسالہ نجاتیہ: (ص: ۵۸۔ ۶۰) اور اصول السنہ للحمیدی: (ص: ۶۶۔ ۶۷) میں مفصل بحث کر دی ہے

---

(1) صحیح۔ الاعتقاد للبیهقی: (۸۲)، الاسماء و الصفات للدار قطنی: (۵۴۰، ۵۱۶)، الصفات للدار قطنی: (۶۱)، شرح الاعتقاد للالکائی: (۷۳۶)، شرح السنة للبغوی: (۱/ ۱۷۱)۔

(2) صحیح۔ شرح الاعتقاد للالکائی: (۹۳۰)، الصفات للدار قطنی: (۶۷)، السنن الکبری للبیهقی: (۲۱۳)، الشریعه للآجری: (۶۶۵)، شرح السنة للبغوی: (۱/ ۱۷۱)، جامع بیان العلم و فضله: (۱۸۰۲)

اور بعض سلف سے ہے کہ اسلام کا مقام صرف اور صرف تسلیم کرنے سے ثابت ہوتا ہے [45]

۹۲ ہمیں ابوطاہر بن خزیمہ نے خبر دی، ان کو میرے دادا الامام نے بیان کیا، ان کو احمد بن نصر نے، ان کو ابو یعقوب الحنینی نے، ان کو کثیر بن عبد اللہ المزنی نے، وہ اپنے باپ، دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً یہ دین اجنبی شروع ہوا تھا اور عن قریب یہ دوبارہ پھر اجنبیت کی طرف لوٹ آئے گا جس طرح پہلے اجنبی تھا۔ خوشخبری ہے اجنبیوں کے لئے۔ کہا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اجنبی لوگ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو میرے بعد میری سنت کو زندہ کریں گے اور میری سنت لوگوں کو سکھلائیں گے [46]

۹۳ ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ نے خبر دی، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوحسن الکارزی سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے علی بن عبد العزیز سے سنا، انھوں نے ابوعبید القاسم بن

---

[45] شرح السنة للبغوی: (۱/۱۷۱) حافظ بجزی نے کہا کہ اماموں کا اتفاق ہے کہ اللہ کی وہی صفات کا تذکرہ ہوگا جن کو اللہ نے خود ذکر کیا ہے۔ (1)
حافظ ابن عبد البر نے کہا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ کی صفات حقیقی اور ظاہری مانی جائیں جس طرح قرآن وحدیث میں وارد ہیں ان کا معنی بھی بغیر تاویل کے حقیقی سمجھا جائے، اور بغیر کیفیت کے سوال کیے اور ان کے اندر الجھنے کے بغیر۔ التمهید: (۲/۱۰۵) [46] اس حدیث کا آخری حصہ ضعیف ہے۔ (2)

---

(1) الرد علی من انکر الحرف والصوت: (ص: ۱۲۱)
(2) سنن الترمذی: (۲۶۳۰) الزهد للبیهقی: (۲۰۵)، الجامع للخطیب: (۸۹) شرف اصحاب الحدیث: (ص ۲۳) الالماع للقاضی عیاض: (ص ۱۹، ۱۸) اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ المزنی متروک ہے۔ میزان الاعتدال: (۳/۴۰۷) نیز دیکھیں الصحیحة: (۱۲۷۳ کے تحت)۔ اور حدیث کا پہلا حصہ یعنی بدء الاسلام غریبا صحیح مسلم: (۱۴۵) میں ہے۔ اس کے راوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

سلام سے سنا، وہ کہتے ہیں :المتبع للسنة كالقابض على الجمر، وهو اليوم عندي أفضل من ضرب السيف في سبيل الله. کہ سنت کی پیروی کرنے والا انگارے کو مضبوطی سے پکڑنے والے کی طرح ہے، اور وہ شخص آج میرے نزدیک اللہ کے راستے میں تلوار چلانے والے شخص سے زیادہ افضل ہے (1)

(۹۴) اور اعمش سے روایت کیا گیا ہے وہ ابوالضحی (مسلم بن صبیح الھمدانی) سے، وہ مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود پر داخل ہوئے، تو انہوں نے کہا کہ اے لوگو! جو کوئی کچھ جانتا ہے، وہ بیان کرے اور جو شخص کچھ نہیں جانتا وہ کہے کہ اللہ تعالی خوب جانتا ہے۔ یہ بات علم میں سے ہے کہ جس چیز کا علم نہیں اس کے متعلق کہنا چاہیے کہ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو کہا تھا: (قل ما أسألكم عليه من أجر، وما أنا من المتكلفين) کہ کہہ دیجیے میں تم سے اس پر کوئی اجرت نہیں مانگتا اور نہ ہی میں تکلف کرنے والوں سے ہوں (47)

(۹۵) ہمیں ابوعبداللہ الحافظ نے خبر دی، کہا ہم کو ابوالعباس المعقلی نے بیان کیا، کہا ہم کو احمد بن عبدالجبار العطاردی نے بیان کیا، مجھے میرے باپ نے بیان کیا، ان کو عبدالرحمن الضبی نے بیان کیا وہ قاسم بن عروہ سے وہ محمد بن کعب القرظی سے روایت

(47) مسند حمیدی: (۱۱۶)، صحیح البخاری: (۴۷۷۴)، صحیح مسلم: (۲۷۹۸)
امام ابن قیم نے کیا خوب لکھا ہے کہ علم وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے کہا اور جو کچھ سلف نے کہا۔ اغاثة اللهفان: (ص: ۲۱) اور قرآن کریم میں اللہ تعالی نے صاف بیان کر دیا ولا تقف ما ليس لك به علم۔ جس بات کی تجھے خبر ہی نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ۔ [الاسرا‏ئ: ۳۶]

(1) تاریخ بغداد للخطیب البغدادی: (ج ۱۲/۴۱۰)، سیر اعلام النبلاء للذهبي: (۱۰/۴۹۹)

کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس گیا میں نے ان کے چہرے کی طرف بڑے غور سے دیکھا تو انہوں نے کہا تو مجھ کو اس طرح دیکھ رہا ہے جس طرح تو مجھ کو پہلے نہیں جانتا، حالانکہ میں شہر میں ہی رہتا ہوں، تو میں نے کہا کہ میں تعجب کر رہا ہوں، تو عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ تو کس چیز کی وجہ سے تعجب کر رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اس وجہ سے جو آپ کے رنگ میں کمی واقع ہوئی ہے، آپ کا جسم کمزور ہو گیا ہے اور آپ کے بال گرنے لگے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ تو مجھ کو تین دن بعد قبر میں دیکھے گا، اس حال میں کہ میری آنکھوں کی سیاہی میرے رخساروں پر بہہ رہی ہوگی اور میرے نتھنے میرے منہ میں پیپ بہا رہے ہوں گے، میرے لیے سخت انکار ہوگا۔ تو مجھے وہ حدیث بیان کر جو تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس کو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتا ہوں وہ مرفوع بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **لكل شيء شرف، وأشرف المجالس ما استقبل به القبلة، لا تصلوا خلف نائم ولا محدث، واقتلوا الحية والعقرب، وإن كنتم في صلاتكم، ولا تستروا الجدر بالثياب، ومن نظر في كتاب أخيه بغير إذنه فإنما ينظر في النار، ألا أنبئكم بشراركم؟ قالوا: بلى يا رسول الله. قال: الذي يجلد عبده، ويمنع رفده، وينزل وحده، أفلا أنبئكم بشر من ذلكم؟ الذي يبغض الناس، ويبغضونه. أفلا أنبئكم بشر من ذلكم؟ الذي لا يقيل عثرة، ولا يقبل معذرة، ولا يغفر ذنبا. أفلا أنبئكم بشر من ذلكم؟ الذي لا يرجى خيره، ولا يؤمن شره، من أحب أن يكون أقوى الناس فليتوكل على الله، ومن أحب أن يكون**

أغنى الناس فليكن بما في يد الله أوثق منه بما في يد غيره، ومن أحب أن يكون أكرم الناس فليتق الله. إن عيسى عليه السلام قام في قومه فقال: يا بني إسرائيل لا تكلموا بالحكمة عند الجهال، فتظلموها، ولا تمنعوها أهلها، فتظلموهم، ولا تظلموا، ولا تكافئوا ظالما بظلمه، فيبطل فضلكم عند ربكم. الأمور ثلاثة: أمر بين رشده فاتبعوه، وأمر بين غيه، فاجتنبوه، وأمر اختلفتم فيه فكلوه الله عز وجل)

بے شک ہر چیز کے لیے بلندی اور مقام ہے۔اور مجلسوں میں سے بہترین مجلس وہ ہے جس میں قبلہ رخ ہو کر بیٹھا جائے اور تم سوئے ہوئے اور بے وضو آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔سانپ اور بچھو کو قتل کرو چاہے تم نماز میں ہی ہو۔اور تم دیواروں کو کپڑوں کے ساتھ نہ ڈھانپو اور جس شخص نے اپنے بھائی کے خط (کتاب، رجسٹر، ایس ایم ایس، ای میل، وٹس اپ) میں اس کی اجازت کے بغیر دیکھا گویا وہ آگ میں دیکھ رہا ہے

خبردار! کیا میں تمہیں تمہارے بدترین لوگوں کے بارے خبر نہ دوں؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کو کوڑے مارتا ہے اور اس کی مدد نہیں کرتا اور وہ اکیلا ہی کام کے لیے جاتا ہے۔کیا میں تمہیں اس سے زیادہ برے آدمی کی خبر نہ دوں؟ وہ انسان ہے جو لوگوں سے بغض رکھتا ہے اور لوگ اس سے رکھتے ہیں۔کیا میں تمہیں اس سے برے آدمی کی خبر نہ دوں؟ وہ ہے جو لغزش نہیں کرتا اور معذرت کو قبول نہیں کرتا اور نہ ہی گناہ معاف کرتا ہے ۔کیا میں تمہیں اس شخص سے بھی برے آدمی کی خبر نہ دوں؟ وہ شخص ہے جس سے خیر کی امید نہیں کی جاتی اور اس کے شر سے محفوظ نہیں رہا جاتا۔جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ وہ

لوگوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہوتو وہ اللہ پر توکل کرے اور جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ غنی ہوتو وہ اللہ تعالی کے ہاتھ میں جو کچھ ہے وہ اس پر زیادہ اعتماد کرے اس سے جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ معزز ہوتو وہ اللہ سے ڈرے۔

بے شک عیسی علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوے اور کہا: اے بنی اسرائیل! تم حکمت کی باتیں جاہلوں کے پاس مت کرو یہ تم ان پر ظلم کرو گے اور تم ان کو ان باتوں کی صلاحیت رکھنے والوں سے مت روکو یہ تم ان پر ظلم کرو گے اور ظلم نہ کرو اور ظالم اور مظلوم کو برا مت کہو، اس سے تمہاری فضیلت اللہ تعالی کے ہاں باطل ہو جائے گی۔ معاملے کی تین قسمیں ہیں: ایسا معاملہ جس کی ہدایت واضح ہے، تم اس کی پیروی کرو اور ایسا معاملہ جس کی سرکشی واضح ہے تم اس سے بچو اور ایسا معاملہ جس میں اختلاف کیا گیا ہو تم اس کو اللہ کے سپرد کر دو۔ [48]

---

[48] ضعیف۔ ابو داود: (۱۴۸۵، ۶۹۴)، ابن ماجہ: (۱۱۸۱-، ۹۵۹ مختصرا)، مستدرک حاکم: (۴/۲۶۹-۲۷۰)، مسند عبدبن حمید: (۶۷۵)، الضعفاء للعقیلی: (۱۹۴۶) اس کی سند میں احمد بن عبدالجبار ضعیف ہے اور اس کا باپ بھی ضعیف ہے اور عبدالرحمن الضبی متروک ہے تفصیل کے لیے دیکھیے میزان الاعتدال: (۱/۲، ۱۱۲/۵۸۳، ۵۳۴) اور اس روایت کے بعض فقرے صحیح ثابت ہیں۔

باب:۷

قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے اور (اس دن) لوگوں کے احوال پر ایمان لانا

۹۶ اہل سنت موت کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان رکھتے ہیں۔اور ہر اس چیز کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں جس کی اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی ہے۔ اس برحق دن ملنے والی پریشانیوں کے بارے میں،اس دن بندوں اور مخلوق کے حالات مختلف ہوں گے،اس دن اللہ تعالی کو دیکھنے اور اس سے ملاقات کرنے،اعمال ناموں کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں ملنے۔،سوالات کے جوابات دینے،اس بڑے دن میں باقی آزمائشوں اور زلزلوں کا وعدہ کیے جانے،پل صراط سے گزرنے،ترازو کا قائم ہونا اور صحیفوں کے پھیلائے جانے جس میں ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر برائی وغیرہ مذکور ہوگی (ان سب معاملات پر ایمان رکھتے ہیں) (1)

رسول اللہ ﷺ کا اپنی امت کے نافرمان لوگوں کے لیے سفارش کرنے پر ایمان لانا۔

۹۷ اہل دین وسنت رسول اللہ ﷺ کی سفارش پر ایمان رکھتے ہیں اہل توحید میں سے گناہ گاروں اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی سفارش (شفاعت) پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں صحیح حدیث وارد ہوئی ہے۔

(1) تفصیل کے لیے دیکھیے شرح رسالہ نجاتیہ:(ص:۹۷۔۱۱۰،۸۳)،الابانہ عن اصول الدیانہ :(ص:۲۱۱۔۲۱۷)

۹۸: ہمیں ابو سعید بن حمدون نے خبر دی، ان کو ابو حامد بن الشرقی نے بیان کیا ان کو احمد بن یوسف السلمی نے بیان کیا، ان کو عبد الرزاق نے ان کو معمر نے خبر دی وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں وہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "**شفاعتی لأهل الكبائر من أمتي** ." کہ میری امت میں سے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے میری سفارش ہے۔ (1)

۹۹ اور ہمیں ابو علی زاہر بن احمد نے خبر دی ان کو محمد بن مسیب الارغیانی نے ان کو حسن بن عرفہ نے بیان کیا ان کو عبد السلام بن حرب الملائی نے وہ زیاد بن خیثمہ سے وہ نعمان بن قراد سے وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **خيرت بين الشفاعة وبين أن يدخل شطر أمتي**

سفارش کو شریعت میں ''شفاعت'' کہا جاتا ہے اور شفاعت کے لیے بنیادی شروط قرآن وحدیث میں ہیں

① جس کے لیے سفارش کی جائے گی اللہ تعالی اس پر راضی ہو گا یعنی وہ شرک سے پاک اور اہل توحید سے ہو۔ [الانبیاء :۲۸]

② اللہ تعالی کی اجازت کے بغیر شفاعت نہیں ہو سکے گی، یعنی اللہ تعالی مرضی ومشیت کے بغیر کوئی بھی اللہ سے سفارش نہیں کر سکے گا اور نہ ہی کسی کو اللہ کے اوپر حق ہے اپنے سفارش کرنے پر۔ [البقرہ:۲۵۵]

③ اور اللہ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر کسی کو سفارش فائدہ نہ دے گی۔ [النجم:۲۶]

(1) صحیح۔ ابو داود: (۴۷۳۹)، ترمذی: (۲۴۳۵)، مسند احمد (۳/۲۱۳)، صحیح ابن حبان :(۶۴۶۸)، مستدرک حاکم: (۱/۶۹)، مسند طیالسی: (۲۰۲۶)، التوحید لابن خزیمة: (۳۹۳، ۳۹۲)، مسند البزار: (۳۴۶۹۔ کشف الاستار)، مسند ابی یعلی: (۳۲۸۴، ۴۱۱۵، ۴۱۰۵)، الموضح للخطیب: (۲/۵۶)، الاوسط للطبرانی: (۸۵۱۸، ۲۵۶۶)، المعجم الصغیر للطبرانی: (۱۱۰۱، ۴۴۸)

الجنة، فاخترت الشفاعة، لأنها أعم وأكفى. أترونها للمؤمنين المتقين؟ لا، ولكنها للمذنبين المتلوثين الخطائين ." کہ مجھے سفارش اور اس بات کے درمیان اختیار دیا گیا کہ میری آدھی امت جنت میں داخل کر دی جائے تو میں نے شفاعت کو چن لیا کیونکہ وہ زیادہ عام ہے اور کفایت کرنے والی ہے، کیا تم اس کو پاک صاف مومنین کے لیے سمجھتے ہو، نہیں بلکہ وہ گناہ گاروں، خطا کاروں اور گناہ میں لت پت ہونے والے لوگوں کے بارے میں ہوگی (1) (49)

(49) امام بربہاری کہتے ہیں کہ قیامت کے دن گناہ گاروں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت پر اور پل صراط پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ آپ ﷺ گناہ گاروں کو جہنم کے پیٹ سے نکالیں گے اور ہر پیغمبر اپنی امت کے لئے سفارش کرے گا اسی طرح صدیقین، شہداء اور صالحین بھی سفارش کریں گے (اللہ تعالی کی اجازت سے) اور آخر میں اللہ تعالی اپنی مہربانی سے بعض جہنمیوں کو رہائی عطا فرمائیں گے جب وہ جل کر کوئلہ بن چکے ہوں گے۔ (2) شفاعت اور اس کی اقسام کے لیے دیکھیں (3)

امام ابن قدامہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اہل کبائر کے لیے سفارش کریں گے اور انھیں جہنم سے اس حال میں نکالا جائے گا کہ وہ جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اسی طرح دیگر انبیاء، صالحین اور فرشتوں کو بھی اجازت دی جائے گی۔ ارشاد باری تعالی ہے: وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ [الانبیاء:۲۸] ۔ اور وہ کسی کی سفارش نہیں کر سکتے سوائے اس شخص کے لئے جس سے اللہ تعالی راضی ہو اور جو اللہ کے خوف سے ڈرے رہتے ہیں۔ کافر کے لیے کسی کی بھی ہرگز سفارش نہیں ہوگی۔ (4)

(1) صحیح۔ مسند احمد: (۲/۷۵)، السنة لابن ابی عاصم: (۷۹۱)

(2) (شرح السنة رقم: ۲۲ ص: ۲۶) (3) (البداية والنهاية لابن كثير: ج ۲ ص ۱۳۹)

(4) لمعة الاعتقاد: (ص: ۱۲۸) نیز دیکھیں صحیح البخاری: (۲۳۶)، عقيدة واسطية ص: (۱۸-۱۹) اصول السنة (رقم: ۳۴)، المنظومة الحائية لامام ابی بکر بن ابی داود السجستانی: (۳۱۶)

100 ہمیں ابو محمد المخلدی نے خبر دی ان کو ابوعباس السراج نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی نے وہ عمرو بن ابی عمرو سے روایت کرتے ہیں (ح) اور ہمیں ابو طاہر بن خزیمہ نے خبر دی، ہم کو میرے دادا محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ان کو علی بن حجر نے بیان کیا ان کو اسماعیل بن جعفر نے۔ وہ عمرو بن ابی عمرو سے وہ سعید بن ابی سعید المقبری سے وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لقد ظننت أن لا یسألني عن هذا الحدیث أحد أول منک، لما رأیت من حرصک علی الحدیث، إن أسعد الناس بشفاعتي یوم القیامة من قال: لا إله إلا الله خالصا من قبل نفسه۔ میں نے گمان کیا تھا کہ مجھ سے اس حدیث کے بارے میں تم سے پہلے کوئی سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث پر تیری ہی حرص کو دیکھا ہے۔ بے شک قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار وہ شخص ہوگا جس نے لا الہ الا اللہ سچے دل سے کہا ہوگا۔ (1)

➢ امام ابن ابی العز الحنفی نے شفاعت کی آٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔شرح العقیدۃ الطحاویۃ: (ص: ۲۲۹-۲۳۹)۔ امام محمد فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اور اللہ تعالی کی اجازت سے نیکوکاروں اور انبیاء کا سفارش کرنا برحق ہے۔ (2)

---

(1) صحیح۔ التوحید لابن خزیمہ: (۴۴۴)، دوسری سند سے یہ صحیح البخاری: (۹۹، ۶۵۷۰) میں بھی ہے۔

(2) شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۸۲-۸۳ ط: سلفی ریسرچ انسٹیٹیوٹ)

حوض کوثر پر ایمان:

﴿۱۰۱﴾ صحاب الحدیث حوض کوثر پر ایمان رکھتے ہیں اور موحدین کے ایک گروہ کا بغیر حساب جنت میں داخل ہونے پر اور ایک گروہ کا تھوڑا سا حساب ہونے کے بعد بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہونے پر اور کچھ مومنین جو گناہ گار ہیں ان کا آگ میں داخل ہونے کے بعد پھر اس سے آزاد کیے جانے (ا) اور بعد میں اپنے جنتی بھائیوں کے ساتھ مل جانے پر جو سبقت لے گئے تھے ایمان رکھتے ہیں اور اس بات پر یقینی علم رکھتے ہیں کہ موحدین گناہ گار لوگ ہمیشہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہیں گے اور نہ ہی اس میں ہمیشہ کے لیے چھوڑے جائیں گے۔ [50]

بے شک کافر لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور کبھی بھی اس سے نکالے نہیں جائیں گے اور نہ ہی ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور نہ ان سے عذاب کو ہلکا کیا جائے گا اور وہ بالکل مایوس ہوں گے اور اللہ تعالی جہنم میں اہل ایمان کے

اور اس حدیث میں صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ حدیث رسول پر حرص کرتے ہیں اور اس علم کو محفوظ رکھتے ہیں تو ان پر اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ خوش ہیں اور یہ شرف اہل الحدیث کو حاصل ہے مزید فضائل کے لیے امام خطیب بغدادی کی کتاب (شرف اصحاب الحدیث) کا مطالعہ کیجیے۔

[50] اور یہ کئی احادیث میں وارد ہے جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ستر ہزار کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا جنہوں نے دم کا مطالبہ نہ کیا نہ برا شگون لیتے رہے اور نہ ہی داغ لگواتے رہے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (1)

(ا) یہ کئی احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔ (2)

---

(1) صحیح البخاری: (۵۴۲۰)، صحیح مسلم: (۲۲۰)

(2) صحیح مسلم: (۲۶۹)

نافرمانوں کو ہمیشہ کے لیے نہیں چھوڑے گا۔ 51

باب: ۸

قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے اور (اس دن) لوگوں کے احوال پر ایمان لانا

﴿۱۰۲﴾ اور اہل السنہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک مومن لوگ قیامت کے دن اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کو دیکھیں گے اس بنیاد پر کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے " :إنكم ترون ربكم كما ترون القمر ليلة البدر " کہ یقیناً تم لوگ اپنے رب کو دیکھو گے جیسے تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو (1)

---

51 (۱) ارشاد باری تعالی ہے کہ یہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔ [الزخرف: ۷۵]

(۲) اللہ تعالی نے فرمایا: ہم نے ان کو اچانک پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل مایوس ہو گئے۔ [الانعام: ۴۴] نیز دیکھیں [المومنون: ۷۷] یعنی نجات سے مایوس ہوں گے۔

یقیناً قرآن مجید اور صحیح سنت سے یہ ثابت ہے کہ اہل ایمان روز قیامت اللہ کا دیدار کریں گے اور اس سے ثابت ہوا کہ اہل الحدیث اور اہل بدعت کا اصول قرآن کو سمجھنے میں مختلف ہے ان کے اصولوں میں سے ایک باطل اصول یہ ہے کہ خبر واحد قرآن کی تفسیر، احکام وعقائد کے لیے کافی نہیں۔ (2)

اس مسئلے پر بے شمار دلائل موجود ہیں ارشاد باری تعالی ہے: عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ۔ [المطففین: ۳۵] تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔

اللہ تعالی نے فرمایا: لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ [یونس: ۲۶] احسان کرنے والوں کے لئے بھلائی ہے اور مزید کچھ اور بھی۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ [ق: ۳۵] ان کے لئے اس میں وہ کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے ہاں مزید کچھ اور بھی ہے۔ مزید سے مراد اللہ تعالی کا دیدار ہے۔

امام ابوبکر المروزی کہتے ہیں: ان احادیث کے متعلق جن میں قیامت کو رویت باری تعالی کا ذکر ہے اور جہمیہ >

---

(1) صحیح البخاری: (۵۵۴)، صحیح مسلم: (۶۳۳)، الشریعہ للآجری : (۶۳۳۔۶۳۷)، التوحید لابن خزیمہ: (۳۳۸) (2) اصول شاشی: (ص: ۹۷)

➢ ان کاانکارکرتے ہیں کے بارے میں امام احمد بن حنبل سے سوال کیا تو انھوں نے کہاوہ تمام احادیث صحیح ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں اور ہم انھیں روایت کرتے ہیں جس طرح ہمارے پاس پہنچی ہیں۔ (1)

محمد بن مصعب نے کہا: جس نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن ہم سے بات نہیں کریں گے اور نہ ہی اسے دیکھا جائے گا وہ کافر ہے۔ (2)

امام محمد فاخر زائر الہ آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ   رؤیتِ باری تعالیٰ کا بیان:

قیامت کے دن ان آنکھوں سے اللہ تعالی کا دیدار برحق ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، اسی طرح اللہ تعالی کی رویت میں بھی کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رویت کسی مکان اور جہت میں نہیں ہوگی، شعاع کے اتصال اور رائی اور مرئی کے درمیان مسافت کے ذریعے بھی حاصل نہیں ہوگی مگر کتاب وسنت اس سے خاموش ہیں۔ رویت باری تعالی کی احادیث تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں

اور قرآن مجید کی آیت: {وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ} [القیامۃ: ۲۲، ۲۳] اس دن کئی چہرے تروتازہ ہوں گے۔ اپنے رب کی طرف دیکھنے والے۔

اس پر نص صریح اور دلیل قطعی ہے، سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کا اس پر اجماع ہے۔ تفصیلی بحث کے لیے شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۵۸-۶۱) اور شرح اصول السنة للحمیدی: (ص: ۶۶-۶۷) کی طرف رجوع کریں۔

اور اس حدیث میں تشبیہ رویت کی رویت کے ساتھ واقع ہوئی ہے نہ مرئی (اللہ تعالی) کی مرئی (چودھویں رات کا چاند) کے ساتھ، رویت باری تعالی کے متعلق بیان ہونے والی احادیث کو ان کے طرق کے ساتھ "الانتصار" میں بیان کر دیا گیا ہے۔

---

(1) طبقات الحنابلہ: (۱۱۵۶) (2) کتاب الصفات للدارقطنی: (رقم: ۶۴)

(3) صحیح البخاری: (۱۳۴۷)، صحیح مسلم: (۱۰۱۶)

باب:۹

جنت اور جہنم پر ایمان لانا اور یقیناوہ دونوں مخلوق ہیں وہ کبھی بھی فنا نہیں ہوں گی

۱۰۳ اہل السنہ اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ جنت اور جہنم دونوں مخلوق ہیں اور کبھی بھی فنا نہیں ہوں گی اور وہ دونوں باقی رہیں گی اور جنت والے کبھی جنت سے نکالیں نہیں جائیں گے اور اسی طرح جہنمی کبھی جہنم سے نکالیں نہیں جائیں گے یہ وہ لوگ ہیں جو جہنم کے لیے پیدا کیے گئے ہیں وہ اس سے کبھی نہیں نکلیں گے اور پھر موت کو حکم دیا جایے گا اس کو جنت اور جہنم کے درمیان چار دیواری پر ذبح کر دیا جائے گا اور پکارنے والا اس دن آواز دے گا: "یاأهل الجنة خلودو لاموت، ویاأهل النار خلودو لا موت "اے جنت والو! تم ہمیشہ جنت میں رہو گے اور کبھی موت نہیں ہے اور اے آگ والو! تم ہمیشہ جہنم میں رہو گے اور کبھی موت نہیں ہے() اس بات پر کہ جو نبی کریم ﷺ سے صحیح وارد ہوا ہے۔[52]

باب:۱۰

ایمان قول اور عمل کا نام ہے اطاعت کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے اور نافرمانی سے کم

اور اہل الحدیث کے عقائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بے شک ایمان قول، عمل اور معرفت کا نام ہے وہ اطاعت سے زیادہ ہوتا ہے اور گناہ سے کم۔

۱۰۴ محمد بن علی بن حسن بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ احمد بن حنبل رحمہ

---

[52] صحیح البخاری (۴۷۳۰)، صحیح مسلم: (۲۸۴۹)، مسند ابی یعلی: (۲۸۸۹)، المعجم الاوسط للطبرانی: (۳۶۷۲)، مجمع الزوائد: (۱۸۶۳۳) اور صحیح مسلم میں یہ الفاظ ہیں کہ موت کو چتکبرے مینڈے کی شکل میں لایا جائے گا۔ ابوکریب نے زیادہ کیا ہے کہ اس کو جنت اور جہنم کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، حدیث کے باقی الفاظ پر بخاری اور مسلم نے اتفاق کیا ہے۔

اللہ سے ایمان میں اضافے اور نقصان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو حسن بن موسیٰ الاشیب نے بیان کیا وہ کہتے ہیں ہمیں حماد بن سلمہ نے بیان کیا ان کو ابو جعفر الخطمی نے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا عمیر بن حبیب سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے تو کہا گیا کہ اس کے زیادہ اور کم ہونے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا کہ جس وقت ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر و تسبیح کرتے ہیں تو اس میں اضافہ ہوتا ہے اور جب ہم غافل اور بھول جاتے ہیں تو یہ اس میں کمی کا واقع ہونا ہے (1)

﴿۱۰۵﴾ ہمیں ابوالحسن بن ابواسحاق المزکی نے خبر دی ان کو میرے باپ نے بیان کیا ان کو ابوعمرو الحیری نے ان کو محمد بن یحیی الذھلی، محمد بن ادریس المکی اور احمد بن الشداد الترمذی نے ان سب نے کہا کہ ہمیں حمیدی نے بیان کیا، ان کو یحیی بن سلیم نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے دس فقہاء سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا: قول اور عمل ہے۔

میں نے ھشام بن حسان سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کو ایمان کہا۔

میں نے ابن جریج سے سوال کیا تو انہوں نے قول اور عمل کہا۔

میں نے سفیان الثوری سے سوال کیا تو انھوں نے بھی قول اور عمل کہا، میں نے مثنی بن الصباح سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کہا۔ میں نے محمد بن عبداللہ

---

(1) ضعیف۔ السنۃ لعبداللہ بن احمد: (۴۹۸، ۴۴۴)، السنۃ للخلال: (۱۱۴۱)، الطبقات لابن سعد: (۳۸۱/۴)، اس کی سند عمیر بن حبیب حماشہ الخطمی الانصاری کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے یہ روایت دیگر سندوں سے الشریعہ للآجری: (رقم: ۲۳۹۔۲۴۰)، مصنف ابن ابی شیبہ: (۱۳/۱۱، رقم: ۱۰۳۷۶)، شعب الایمان للبیہقی: (۵۵) میں موجود ہے۔

بن عمرو بن عثمان سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کہا۔ میں نے محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کہا۔ میں نے محمد بن مسلم الطائفی سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کہا۔ میں نے فضیل بن عیاض سے سوال کیا تو انھوں نے قول اور عمل کہا۔ میں نے نافع بن عمر الجمحی سے سوال کیا تو انھوں اس نے قول اور عمل کہا اور میں نے سفیان بن عیینہ سے سوال کیا تو انہوں نے بھی قول اور عمل کو ایمان قرار دیا۔ (1)

﴿۱۰۶﴾ اور ہم کو ابو عمرو الحیری نے خبر دی، ان کو محمد بن یحیی اور محمد بن ادریس نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حمیدی سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے، زیادہ اور کم ہوتا ہے پس اس کو اس کے بھائی ابراہیم بن عیینہ نے کہا: اے ابو محمد! تو کہتا ہے کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے ؟ تو انہوں نے کہا کہ اے بچے! خاموش ہو جا بلکہ کم ہوتا ہے یہاں تک کہ بالکل ختم ہو جاتا ہے (2) (53)

---

(53) ایمان کا کم اور زیادہ ہونا بہت اہم مسئلہ ہے اس مسئلے پر ہم نے سیر حاصل بحث شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۸۵-۸۶) اور شرح اصول السنۃ للحمیدی: (ص: ۴۴-۴۷) میں کر دی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں بطور فائدہ عرض ہے کہ اللہ تعالی نے اصحاب الکہف کے نوجوانوں کے متعلق کہا کہ وہ نوجوان تھے جنہوں نے ایمان لایا اور اللہ تعالی نے ان کا ایمان بڑھایا۔ [الکھف: ۱۳] اللہ تعالی گمراہ فرقوں کو ہدایت عطا فرمائے جیسے مرجئہ جو ایمان میں تساہل ہوئے اور خوارج جو ایمان کے مسئلے میں متشدد ہوئے۔ اللہ تعالی ہمیں ان فرقوں سے بچنے اور قرآن وسنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

(1) اسنادہ حسن۔ الشریعہ للآجری: (۲۴۲، دوسرا نسخہ ص: ۱۰۷، رقم: ۲۸۲-۲۸۶)

(2) صحیح۔ الشریعۃ للآجری: (۲۳۲، دوسرا نسخہ ص: ۸۴ رقم: ۲۶۸)، الابانۃ الکبری لابن بطۃ: (۸۱۷)

۱۰۷ اور ولید بن مسلم نے کہا میں نے اوزاعی، مالک اور سعید بن عبدالعزیز سے سنا ہے وہ اس آدمی کا رد کرتے تھے جو یہ کہتا ہے کہ اقرار بغیر عمل کے ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ ایمان عمل کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔(1)

۱۰۸ میں کہتا ہوں کہ جس انسان کی نیکیاں زیادہ ہوں وہ شخص اس انسان سے کامل ایمان والا ہے جس کی نیکیاں کم اور نافرمانیاں، غفلتیں اور نیکیوں کو ضایع کرنے والے اعمال زیادہ ہوں۔

۱۰۹ اور میں نے حاکم ابوعبداللہ الحافظ سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ الجلاب سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا، وہ کہتے ہیں میں نے احمد بن سعید الرباطی سے سنا وہ کہتے ہیں مجھے عبداللہ بن طاہر نے کہا: اے احمد! یقیناً تم ان لوگوں (یعنی المرجئہ) سے ناواقف ہونے کی صورت میں بغض رکھتے ہو، اور میں ان کو جاننے کی وجہ سے بغض رکھتا ہوں۔

پہلی وجہ: بے شک وہ حاکم کی اطاعت کو جائز نہیں سمجھتے۔

دوسری وجہ: بے شک ان کے نزدیک ایمان کی کوئی مقدار نہیں ہے۔

اللہ کی قسم! میں اس بات کو بھی جائز نہیں سمجھتا کہ میں یہ کہوں کہ میرا ایمان یحیی بن یحیی کی طرح ہے اور میرا ایمان احمد بن حنبل کے ایمان کی طرح ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان جبریل اور مکائیل علیھما السلام کی طرح ہے(2)

---

(1) صحیح۔شرح الاعتقاد للالکائی: (۱۵۸۶)، السنة لعبداللہ بن احمد: (۵۵٦)

(2) اسنادہ صحیح۔المنهج الاحمد: (۱۷۰)، طبقات الحنابلہ: (۱۰۹/۱)

﴿۱۱۱﴾ اور میں نے حاکم سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے ابوجعفر محمد بن صالح بن ھانی سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے ابوبکر محمد بن شعیب سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے اسحاق بن ابراہیم الحنظلی سے سنا وہ کہتے ہیں ابن مبارک ریّ (ا) آئے تو ان کی طرف ایک آدمی کھڑا ہوا۔ میرا گمان یہ ہے کہ وہ خوارج 53

میں سے تھا۔ اس نے ابن مبارک سے کہا: اے ابوعبدالرحمن! آپ کا اس انسان کے بارے میں کیا خیال ہے جو زنا، چوری کرتا ہو اور شراب پیتا ہو؟ تو انہوں نے کہا: میں اس کو ایمان سے نہیں نکالتا۔ اس نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! بڑھاپے میں تو مرجی 54 ہو گیا ہے۔

(ا) یہ بہت بڑا شہر ہے اور اس میں بے شمار قسم کے پھل پائے جاتے ہیں نیز اس کی طرف بہت کبار علماء کی نسبت ہے مثلا: ابوبکر محمد بن زکریا الرازی، محمد بن عمر بن ھشام ابوبکر الرازی، ابن ابی حاتم الرازی ان کے علاوہ اور بہت سارے علماء کرام۔ اس شہر کو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عمرو بن زید الخیل الطائی کی زیر قیادت ۲۰ھ میں فتح کیا گیا تھا۔ (1)

53 یہ وہ فرقہ ہے جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے خلاف نکلا تھا، اور یہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو کافر قرار دیتے تھے اور سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنھما کو کافر کہتے تھے۔ یہ ستائیس فرقوں میں تقسیم ہو گئے ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: الحروریہ، اشداہ، النواصب، المارقۃ۔ (2)

54 ان کی تین قسمیں ہیں، یہ خوارج کے بعد شروع ہوئے یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی تکفیر نہیں کرتے یہ ہر معاملے کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں اور ایمان کی موجودگی میں گناہ کو برا نہیں سمجھتے، ان کا نظریہ ہے کہ ایمان کے ساتھ گناہ نقصان نہیں دیتا، حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ ان کے نزدیک ایمان صرف دل سے یقین کرنا ہے۔ اور ان کا خیال ہے جہنم میں صرف کافر لوگ ہی داخل ہوں گے۔ یہ سب کے ایمان کو ایک جیسا ہی خیال کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہمارا ایمان ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما جیسا ہے۔

(1) معجم البلدان: (۱۱۶/۳۔۱۲۲)

(2) الملل والنحل: (۱/۱۳۳)، مقالات الاسلامیین: (۱/۱۶۷)

توعبداللہ بن مبارک نے اسے کہا: تو مرجیہ کو ہمارے سامنے مت لاوہ تو کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور ہمارے گناہ بخشے ہوئے ہیں ۔اگر میں جان لوں کہ میری نیکی قبول ہوگئی ہے تو میں اس بات کی گواہی دیتاہوں کہ میں جنتی ہوں ۔پھر اس نے ابن شوذب سے ذکر کیا، وہ محمد بن جحادہ سے، وہ سلمہ بن کہیل سے وہ ھزیل بن شرحبیل سے، وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام زمین والوں کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ غالب وزنی ہوتے۔ (1)

(۱۱۲) میں نے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن محمد بن زکریا الشیبانی سے سنا وہ کہتے ہیں میں نے یحیی بن منصور القاضی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے سنا ،وہ کہتے ہیں میں نے حسین بن حرب سے سنا جو احمد بن حرب الزاہد کا بھائی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتاہوں کہ احمد بن حرب کا دین وہ ہے جو اللہ تعالی نے دین بنایا ہے ، بے شک ایمان قول اور عمل کا نام ہے، کم اور زیادہ ہوتا ہے (2)

باب: ۱۱

مسلمانوں میں سے کسی کو ہر گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیا جائے گا

(۱۱۳) اہل السنہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مومن اگرچہ بہت زیادہ گناہ کرے، چاہے کبیرہ ہوں یا صغیرہ، اس کے گناہوں کی وجہ سے اس کو کافر قرار نہیں دیا جائے گا اگرچہ وہ دنیا سے بغیر توبہ کے ہی وفات پا جائے ، یہ شرط ضروری ہے کہ وہ اخلاص اور توحید پر

---

(1) یہ موقوف صحیح ہے۔ فضائل الصحابہ لاحمد: (۶۵۳)، السنۃ لعبداللہ بن احمد: (۶۵۰، ۶۴۹)، شعب الایمان للبیہقی: (۳۵۔سلفیہ)

(2) اسنادہ حسن الی الحسین بن حرب۔ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: (۱۵۷)

فوت ہوا ہو۔اس کا معاملہ اللہ تعالی کے سپرد ہے،اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور روز قیامت جنت میں صحیح سلامت،آگ میں مبتلا کیے بغیر،گناہوں کا احتساب کیے بغیر،اس کو جنت میں داخل کر دے،پھر گناہوں کا بوجھ روز قیامت اس کا ساتھی ہوگا۔ اور اگر چاہے تو سزا دے اور ایک مدت تک اس کو آگ کا عذاب دے تو ہمیشہ کے لیے اسے عذاب میں نہیں رکھے گا بلکہ (اس کے گناہ کی سزا کے بعد) اس کو جنت کی طرف نکال دے گا۔

۱۱۴ اور ہمارے شیخ ابو طیب سہل بن محمد الصعلوکی فرماتے تھے : المؤمن المذنب وإن عذب بالنار فإنه لا يلقى فيها إلقاء الكفار، ولا يبقى فيها بقاء الكفار، ولا يشقى فيها شقاء الكفار . ومعنى ذلک أن الكافر يسحب على وجهه إلى النار، ويلقى فيها منكوسا فى السلاسل والأغلال والأنكال الثقال، والمؤمن المذنب إذا ابتلى فى النار فإنه يدخل النار كما يدخل المجرم فى الدنيا السجن على الرجل من غير إلقاء وتنكيس . کہ گناہ گار مومن کو اگرچہ جہنم میں آگ کا عذاب دیا جائے گا لیکن اسے جہنم میں کافر کی طرح نہیں پھینکا جائے گا اور نہ ہی وہ آگ میں کافروں کی طرح ہمیشہ رہے گا اور نہ ہی کافروں کے بدبخت ہونے کی طرح بدبخت ہوگا۔اس کا مطلب ہے کہ کافر کے چہرے کو آگ پر پیش کیا جائے گا اور اسے اوندھے منہ اور بھاری زنجیروں میں جکڑ کر پھینکا جائے گا اور گناہ گار مومن آگ میں آزمایا جائے گا بے شک وہ آگ میں اس طرح داخل ہوتا ہے جیسے دنیا میں مجرم جیل میں قدموں پر چل کر جیل میں بغیر بے عزتی اور بغیر پھینکے جانے کے داخل ہوگا۔

اس قول کا مطلب ''اس کو کفار کے آگ میں پھینکنے کی طرح نہیں پھینکا جائے گا'' جب کبھی اس کا چمڑا گل سڑ جائے گا تو اس کو نئے چمڑے میں تبدیل کر دیا جائے گا تا کہ وہ عذاب کو اچھی طرح چکھ سکے۔ جیسے اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں اس بات کو بیان کیا ہے: ''یقیناوہ لوگ جنھوں نے ہماری نشانیوں کا کفر کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے۔ جب کبھی ان کے چمڑے گل سڑ جائیں گے تو ہم ان کو ان کے علاوہ چمڑوں سے بدل دیں گے تا کہ وہ عذاب کو اچھی طرح چکھ سکیں۔'' [النساء :٥٦]

اور رہے مومن لوگ ان کے چہروں کو آگ کا عذاب نہیں چھوئے گا اور نہ ہی ان کے سجدے کی جگہوں کو آگ جلائے گی کیونکہ اللہ تعالی نے آگ پر اس کے سجدے کے اعضاء کو حرام قرار دیا ہے۔ (1)

اور اس کے اس قول کا مطلب: ''اور اس کو کافروں کے ہمیشہ رہنے کی طرح ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھا جائے گا۔'' بے شک کافر ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا اور کبھی بھی اس کو اس سے نہیں نکالا جائے گا اور اللہ تعالی مومنوں کے گناہ گاروں میں سے کسی ایک کو بھی ہمیشہ کے لیے آگ میں نہیں رکھے گا۔

اور اس قول کا مطلب: ''اور نہ وہ کافروں کے بد بخت ہونے کی طرح بد بخت ہو گا'' کہ کفار اللہ تعالی کی رحمت سے مایوس ہوں گے اور اس وقت کسی قسم کی راحت کی امید نہیں رکھیں گے۔ اور رہے مومن لوگ تو ان سے اللہ تعالی اپنی رحمت کو

---

(1) صحیح البخاری: (۷۴۳۷)، صحیح مسلم: (۱۸۲)

کسی بھی حال میں منقطع نہیں ہونے دے گا اور تمام کے تمام مومن لوگوں کا انجام جنت ہوگا، کیونکہ وہ اس جنت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان پیدا کیا گیا ہے۔

باب: ۱۶

جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کا حکم

۱۱۵ جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے مسلمان کے بارے میں علماء اہل حدیث نے اختلاف کیا ہے، امام احمد بن حنبل اور علماء سلف کی ایک جماعت نے اس کو کافر قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کو اس وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج کیا ہے [54] نبی کریم ﷺ سے مروی اس صحیح فرمان کی وجہ سے، بے شک آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی اور شرک کے درمیان فرق نماز ہے پس جس نے نماز کو چھوڑا تحقیق اس نے کفر کیا [1]

۱۱۶ اور امام شافعی، ان کے اصحاب اور علمائے سلف کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جب تک وہ نماز کے وجوب کا قائل ہے اس وقت تک کافر قرار نہیں دیا

---

[54] ابن قیم رحمہ اللہ حافظ عبدالحق اشبیلی سے نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے نماز کو قصداً ترک کرنے والے کی تکفیر کرتے تھے ان میں سے عمر بن الخطاب، معاذ بن جبل، ابن مسعود، ابن عباس، جابر، ابودرداء رضی اللہ عنہم ہیں اور علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے، صحابہ کے بعد والوں میں سے، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک، ابراہیم النخعی حکم بن عتیبہ، ایوب سختیانی، ابوداود الطیالسی، ابوخیثمہ زہیر بن حرب وغیرہ ہیں۔ تفصیل کے لیے الصلاۃ و حکم تارکھا: (ص: ۲۴۔ ۳۷) کا مطالعہ کریں۔ یاد رہے نماز کے منکر یا نماز کے مستقل تارک کا ایک ہی حکم میں ہے، ہاں سستی کرنے والے کا حکم اور ہے۔

---

[1] صحیح مسلم: (۸۲)

جائے گا اور اس وجہ سے وہ قتل کا مستحق نہیں ہوگا، جس طرح مرتد قتل کا مستحق ہوتا ہے ۔اور انہوں نے حدیث کی تاویل کی ہے: ''جس نے نماز کا انکار کرتے ہوئے اس کو چھوڑا۔'' جیسے اللہ تعالی نے یوسف علیہ السلام کے بارے میں خبردی ہے (اِنِّیۡ تَرَکۡتُ مِلَّۃَ قَوۡمٍ لَّا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ ھُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ کٰفِرُوۡنَ) [یوسف:۳۷] کہ بے شک میں نے ایسی قوم کی ملت کو چھوڑا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور آخرت کا انکارکرتے ہیں۔ انہوں ان کو کفر کے ساتھ نہیں ملایا کہ اس وجہ سے ان کو چھوڑ دیا لیکن انھوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا تھا۔

باب: ۱۳

اہل سنت و جماعت کا بندوں کے افعال کے مخلوق ہونے کے بارے میں عقیدہ

۱۱۷ اہل سنت و جماعت کا بندوں کے افعال کے بارے میں قول ہے۔ کہ وہ اللہ تعالی کی مخلوق ہیں اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں کرتے اور اس شخص کو ہدایت اور دین حق والا شمار نہیں کرتے جو اس قول کا انکار کرے اور اس کی نفی کرے۔ (1)

ہدایت اللہ تعالی کی طرف سے ہے

۱۱۸ اور وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالی جس کو چاہتے ہیں اپنے دین کی طرف ہدایت دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں اس سے گمراہ رکھتے ہیں۔ جس آدمی کو اللہ تعالی گمراہ رکھتا ہے اس کے لیے اللہ تعالی پر کسی قسم کی حجت نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے لیے اس کے رب کے پاس کوئی عذر ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے: (قُلۡ فَلِلّٰہِ الۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ ۚ فَلَوۡ شَآءَ لَھَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ) [الانعام:۱۴۹] آپ کہہ دیں پس اللہ تعالی کے لیے

(1) تفصیل کے لیے دیکھیے امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب خلق افعال العباد۔

ہی کامل دلیل ہے اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہدایت دے دے۔"

اور فرمایا (وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي): [السجدة:۱۳]

اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے اور لیکن بات میری طرف سے ثابت ہو چکی ہے۔

اور فرمایا: (وَلَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ) [الاعراف: ۱۷۹]

"ہم نے جہنم کے لیے جن وانس میں سے بہت سے لوگ پیدا کیے ہیں۔" پس اللہ تعالی اس چیز سے پاک ہے کہ اس نے بغیر کسی حاجت کے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ پھر ان کے دو گروہ بنا دیے ہیں: ایک گروہ کو اپنے فضل سے جنت کے لیے اور دوسرے گروہ کو انصاف کرتے ہوئے جہنم کے لیے۔ اور ان لوگوں میں سے کچھ کو سرکش اور کچھ کو ہدایت یافتہ، کچھ کو بد بخت اور کچھ کو نیک بخت اور کچھ کو اپنی رحمت کے قریب اور کچھ کو اپنی رحمت سے دور رکھا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے کہ اس سے سوال نہیں کیا جائے گا اس کے بارے میں جو وہ کرتا ہے اور انہی سے سوال کیا جائے گا ۔(الانبیاء :۲۳) اور دوسرے مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ خبر دار اس کے لیے پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا ہے اللہ بابرکت ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے ۔(الاعراف: ۵۴) اور ایک مقام پر فرمایا: جس طرح اس نے تمہاری ابتدا کی ، اسی طرح تم دوبارہ پیدا کیے جاؤ گے۔ ایک گروہ کو اس نے ہدایت دی ہے اور ایک گروہ پر گمراہی ثابت ہو چکی ہے۔ بے شک انہوں نے اللہ تعالی کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا اور سمجھتے ہیں کہ یقیناً وہ ہدایت پانے والے ہیں۔ (1)

---

(1) الاعراف :(۲۹۔۳۰)

(۱۱۹) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ یہ وہی ہے جو ان کے لیے خوش بختی اور بد بختی سے گزر چکا ہے۔ (1)

(۱۲۰) ہمیں ابو محمد حسین بن احمد المخلدی الشیبانی نے خبر دی، ان کو ابو العباس محمد بن اسحاق السراج نے، ان کو یوسف بن موسی نے، ان کو جریر نے خبر دی، وہ اعمش سے، وہ زید بن وھب سے، وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا اور وہ سچے ہیں اور سچے قرار دیے گئے ہیں:

إن خلق أحدكم يجمع فى بطن أمه أربعين يوما نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث الله إليه ملكا بأربع كلمات، رزقه وعمله وأجله وشقي أو سعيد، فو الذى نفسي بيده إن أحدكم ليعمل بعمل أهل الجنة حتى مايكون بينه وبينها إلا ذراع، ثم يدركه ما سبق له فى الكتاب، فيعمل بعمل أهل النار فيدخلها. "تم میں سے کسی ایک کی پیدائش اس طرح ہے کہ وہ چالیس دن اپنی ماں کے پیٹ میں نطفہ رہتا ہے، پھر چالیس دن میں خون کا ایک لوتھڑا بن جاتا ہے، پھر چالیس دن میں گوشت کا ایک ٹکڑا بن جاتا ہے، پھر اللہ تعالی اس کی طرف فرشتے کو چار کلمات کے ساتھ بھیجتے ہیں (۱): اس کا رزق، عمل، موت کا وقت اور خوش بخت ہے یا بد بخت۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، بے شک تم میں سے کوئی ایک جنت والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ذراع (بازو) 55

55 بڑی انگلی سے کہنی تک کو بازو کہتے ہیں۔ القاموس الوحید: (۳۰۸)

(1) تفسیر طبری: (۱۱۵/۸)، الشریعہ للآجری: (۲۹۷، دوسرا نسخہ، رقم: ۳۵۵) اس کی سند میں عطاء بن السائب مختلط ہے اور مبشر بن عبدالحمید متروک ہے۔

کی مسافت رہ جاتی ہے پھر تقدیر اس پر سبقت لے جاتی ہے اور ایسے اعمال کرتا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور تم میں سے کوئی جہنم میں لے جانے والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان ایک ذراع کا فاصلہ رہ جاتا ہے اور وہ جنت والے اعمال کرنے شروع کر دیتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔(۲)[56]

۱۲۱ اور ہمیں ابو محمد المخلدی نے خبر دی، وہ کہتے ہیں ہمیں ابو العباس السراج نے وہ کہتے ہیں ہمیں اسحاق بن ابراہیم الحنظلی (اور وہ ابن راہویہ ہیں) نے بیان کیا انہوں نے کہا: ہمیں عبد الصمد بن عبد الوارث نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں حماد بن سلمہ نے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدمی جنت والے عمل کرتا

---

[56] (۱) اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں کچھ اس نے ہم کو بتا دیے ہیں اور کچھ نہیں بتائے انہیں ناموں میں سے ایک نام الرزاق ہے اور اس کا جامع مفہوم یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات کو احسن طریقے سے پالنے والا ہے، قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات میں اس نام کا ذکر ہے۔ [الذاریات: ۵۸، الفاطر: ۳، الحج: ۵۸] بلکہ اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ وہ ان کو بھی رزق دیتا ہے جو اس سے نہیں مانگتے بعض ایسے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بھی مسلسل دیتا ہے اور کبھی اکتاہٹ بھی محسوس نہیں کرتا۔ اس کی مزید شرح کے لیے دیکھیں شیخ عبد الرزاق العباد کی کتاب فقہ الاسماء الحسنی: (ص: ۲۱۴۔۲۲۰) نیز دیکھیے فقه الاسماء الحسنى لعبدالرزاق بن عبدالمحسن البدر: (ص: ۱۰۳۔۱۰۶)، وللہ الاسماء الحسنى فادعوه بها دراسة تربوية لعبدالعزيز بن ناصر الجليل: (۴۹۵۔۵۰۴)

(۲) صحیح البخاری: (۶۵۹۴)، صحیح مسلم: (۲۶۴۳)، اس حدیث کو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، نطفے کا اضافہ مسند احمد: (۱/۳۷۵، ۳۷۴) میں ہے۔

رہتا ہے اس حال میں کہ وہ جہنمیوں کی کتاب میں لکھا ہوا ہے، جب وہ اپنی موت کے قریب ہوتا ہے وہ تبدیل ہو جاتا ہے اور جہنم والے اعمال کرتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے اور جہنم میں چلا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی جہنم والے اعمال کرتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں کی کتاب میں لکھا ہوتا ہے جب وہ مرنے کے قریب ہوتا ہے تو وہ جنت کے اعمال کرنے لگتا ہے پس وہ فوت ہو جاتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (1)

باب: ١٤

خیر اور شر

(١٣٢) اہل السنہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ بے شک خیر اور شر، نفع اور نقصان، مٹھاس اور کڑواہٹ اللہ رب العزت کے فیصلے کے ساتھ ہے ۔ان کو کوئی لوٹا نہیں سکتا، اور نہ ہی ان سے بچ سکتا ہے اور آدمی وہی کچھ حاصل کر سکتا ہے جو کچھ اللہ نے اس کے لیے لکھا ہے اور اگر مخلوق اس کو نفع پہنچانے کی کوشش کرے جس کو اللہ تعالی نے اس کے لیے نہیں لکھا ہے تو وہ اس پر قدرت نہیں پا سکیں گے اور اگر مخلوق اس کو نقصان پہچانے کی کوشش کرے جس کا اللہ نے اس کے لیے فیصلہ نہیں کیا تو وہ اس پر قدرت نہیں پائیں گے اس مسئلہ پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث وارد ہوئی ہے۔ (2)

---

(2) صحیح۔مسند احمد: (١/٣٠٧، ٣٠٣، ٢٩٣)، سنن الترمذی: (٢٥١٦)، مستدرک حاکم: (١/٥٤٢، ٥٤١)، السنة لابن ابی عاصم: (٣١٦ تعليقا)، عمل اليوم والليلة لابن السنی: (٤٢٥)، شعب الایمان للبیہقی: (١٩٢۔سلفیه)، مسند عبد بن حمید: (٦٣٦) اس حدیث کی شرح کے لیے جامع العلوم والحکم لابن رجب: (ص ٢٢٣) کا مطالعہ کریں۔

(1) صحیح۔مسند احمد: (٦/١٠٨، ١٠٧)، مسند ابی یعلی: (٤٦٦٨)، عبد بن حمید: (١٥٠٠)، صحیح ابن حبان: (٣٤٦)۔احسان، شرح الاعتقاد للالکائی: (١٢٤٣)، السنة لابن ابی عاصم: (٢٥٢، دوسرا نسخہ: ١/١٩١، رقم: ٢٥٩)

۱۳۳ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (وَاِنۡ يَّمۡسَسۡكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ‌ ۚ وَاِنۡ يُّرِدۡكَ بِخَيۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِهٖ‌) [یونس:۱۰۷] کہ اور اگر وہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے پس اس کو اس کے سوا کوئی کھولنے والا نہیں ہے اگر وہ تیرے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی لوٹانے والا نہیں ہے۔

اہل سنت کا موقف ہے اور ان کا طریقہ ہے باوجود ان کے اس قول کے کہ :" بے شک خیر اور شر اللہ تعالی کے فیصلے کے ساتھ ہے۔" یہ کہ اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب نہیں کیا جائے گا، جس میں انفرادی طور پر نقص لازم آتا ہو۔ پس کہا جائے کہ اے بندروں، خنزیروں، گوریلا، اور کالے کیڑے کے خالق۔ اگر چہ وہ مخلوق ہیں اور اللہ تعالی ان کا خالق ہے۔ اور اس بارے میں رسول اللہ کا فرمان بھی نماز کو شروع کرنے والی دعا میں وارد ہوا ہے: "تبارکت وتعالیت، والخیر فی یدیک، والشر لیس إلیک ""تو بلند اور بابرکت ہے اور خیر تیرے ہاتھ ہی میں ہے اور شر تیری طرف نہیں ہے۔ (1)

اور اس کے معنی ۔ اللہ تعالی بہتر جانتا ہے۔ اور شر ان چیزوں میں سے نہیں ہے جن کو مفرد اور قصدا تیری طرف منسوب کیا جائے، یہاں تک تیرے لیے پکارتے وقت کہنا: اے شر کے خالق یا شر کو مقدر کرنے والے اگر چہ وہی خالق ہے اور ان دونوں کو مقدر کرنے والا ہے اسی وجہ سے خضر علیہ السلام نے عیب کے ارادے کو اپنے نفس کی طرف منسوب کیا ہے۔ پس انہوں نے کہا: جس طرح اللہ تعالی نے خبر دی ہے ۔(أما السفینة فکانت لمساکین یعملون ی البحر، فأردت أن أعیبها) رہی

(1) صحیح مسلم: (۷۷۱)

کشتی، وہ مساکین کے لیے تھی جو سمندر میں کام کرتے تھے پس میں نے اس کو عیب زدہ کرنے کا ارادہ کیا۔'' [الکھف:۸۰]

اور جب خضر علیہ السلام نے خیر، نیکی اور رحمت کا ذکر کیا ہے تو اس کے ارادے کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا ہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: (فأراد ربک أن یبلغا أشدھما ویستخرجا کنزھما رحمۃ من ربک) پس تیرے رب نے اس بات کا ارادہ کیا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنے خزانے کو نکال لیں، یہ تیرے رب کی طرف سے رحمت ہے [الکھف:۸۳]

اور اسی طرح اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا: (وإذا مرضت فھو یشفین) ''اور جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی مجھ کو شفا دیتا ہے،، [الشعراء :۸] پس انہوں نے مرض کو اپنے نفس کی طرف اور شفا کو اپنے رب کی طرف منسوب کیا ہے، اگرچہ یہ سب کچھ اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔

باب: ۱۵

اللہ تعالی کی مشیئت

۱۲۴ اور اسی طرح اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے کہ اللہ تعالی انسانوں کے تمام اعمال کا ارادہ کرنے والا ہے، چاہے وہ اچھے ہوں یا برے۔ کوئی بھی اللہ تعالی پر ایمان نہیں لاتا مگر اس کی مشیئت کے ساتھ [57] اور نہ کسی نے کفر کیا ہے مگر اس کی مشیئت کے ساتھ اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ ارشاد باری تعالی ہے :''اور اگر اللہ تعالی چاہتا تو زمین میں بسنے والے تمام کے تمام لوگ ایمان لے آتے۔'' [یونس:۹۹]

---

[57] اللہ تعالی کی توفیق و مدد سے ہم نے اپنی کتاب شرح رسالہ نجاتیہ: (ص:۶۶۔۶۷) میں اس مسئلے پر مفصل بحث کردی ہے۔

اگر اللہ تعالی چاہتے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو وہ ابلیس کو پیدا ہی نہ کرے، چنانچہ کافروں کا کفر، مومنوں کا ایمان، ملحدوں کا الحاد، موحدین کی توحید، اطاعت کرنے والوں کی اطاعت اور نافرمانوں کی نافرمانی یہ سب کا سب اللہ تعالی کے فیصلے، اس کی قدرت، اس کے ارادے اور اس کی مشیت کے ساتھ ہے اور اس نے ان میں سے ہر چیز کا ارادہ کیا، اور اس کو چاہا ہے اور اس کا فیصلہ کیا ہے، اور وہ ایمان و اطاعت گزاری سے راضی ہوتا ہے اور کفر و نافرمانی سے ناراض ہوتا ہے اور اس پر راضی نہیں ہوتا۔

فرمان باری تعالی ہے: ''اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ'' [الزمر:۷] ''اگر تم کفر کرو گے بے شک اللہ تعالی تم سے غنی ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر ادا کرو تو وہ اس کو تمہارے لیے پسند کرتا ہے''۔

بندوں کا انجام ان سے پوشیدہ ہے

۱۲۵ اہل الحدیث یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ بندوں کا انجام مبہم ہے ان میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کا خاتمہ کس چیز پر ہوگا اور نہ ہی وہ کسی ایک معین شخص کے لیے جنت کا حکم لگاتے ہیں اور نہ ہی کسی معین شخص کے لیے جہنم کا حکم لگاتے ہیں، کیونکہ یہ سب کچھ ان سے غائب ہے۔ وہ نہیں جانتے انسان کس چیز پر فوت ہوا ہے؟ اسلام پر یا کفر پر۔ اسی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم مومن ہیں۔ ان شاء اللہ۔ یعنی مومنین میں سے ہیں جن کا خاتمہ خیر پر ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

باب: ١٦

کسی انسان کے خاتمہ کے وقت اس چیز کی گواہی دینا جس پر وہ فوت ہوا ہے

﴿١٢٦﴾ اور وہ گواہی دیتے ہیں اس شخص کے لیے جو اسلام پر فوت ہوا ہے کہ اس کا انجام جنت ہے۔ بے شک وہ لوگ جن پر تقدیر سبقت لے گئی کہ ان کی وجہ سے جو انہوں نے برے اعمال کیے ہیں اور ان سے توبہ نہیں کی اور ان کی وجہ سے انہیں آگ کا عذاب دیا جائے گا، اور وہ لوگ آخر کار جنت کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے مسلمانوں میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں باقی نہیں رہے گا۔ اور جو شخص کفر پر فوت ہوا، اس کا لوٹنا آگ کی طرف ہی ہے، وہ اس سے نجات نہیں پائے گا اور اس کے لیے جنت میں سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

باب: ١٧

ان لوگوں کا تذکرہ جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہے عشرہ مبشرہ اور ان کے علاوہ میں سے

﴿١٢٧﴾ رہے وہ لوگ جن کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے اس بات کی گواہی دی ہے کہ وہ جنتی ہیں یقینا اہل الحدیث بھی ان کے لیے اس بات کی گواہی دیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے تصدیق کرنے کی وجہ سے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے یہ گواہی ان کو پہنچا ننے کے بعد دی ہے اور اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو جس قدر چاہا غیب پر مطلع کیا ہے۔ [58] اس کی دلیل یہ ہے (عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه أحدا إلا من أرتضی من رسول) کہ وہ غیب کو جاننے والا ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا، سوائے کسی رسول جسے وہ پسند کرے ۔[الجن: ٢٦]

---

[58] یاد رہے کہ جو اللہ تعالی نے بذریعہ وحی آپ ﷺ کو بتا دیا وہ غیب نہیں رہا۔ اور بعض لوگ نبی کریم ﷺ کو غیب کے تمام امور میں اسی طرح تصور کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی کا مقام دینا شروع کر دیتے ہیں جو کہ سراسر گمراہی ہے۔

۱۲۸ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دس صحابہ کو جنت کی بشارت دی ہے اور وہ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن بن عوف، سعد، سعید، اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں (1)

۱۲۹ اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تو جنتی ہے۔ (2)

۱۳۰ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا پس قسم ہے کہ وہ ہمارے درمیان چلتا تھا اور ہم اس کو جنتی کہتے تھے اور جنت والوں میں سے کہتے تھے۔ (3)

باب: ۱۸

سب سے زیادہ افضل صحابہ کرام اور ان کی خلافت

۱۳۱ اور وہ گواہی دیتے ہیں اور اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے سب سے زیادہ افضل ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور بے شک یہی ہدایت یافتہ خلفاء ہیں جن کی خلافت کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ سعید بن جمھان، سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ پھر انہوں نے

---

(1) صحیح۔مسند احمد: (۱۸۷،۱۸۸،۱۸۹/۱)، سنن ابی داود: (۴۶۴۹)، سنن الترمذی: (۳۷۵۷)، السنۃ لابن ابی عاصم: (۱۴۲۷، ۱۴۲۵)

(2) صحیح البخاری: (۳۶۱۳)، صحیح مسلم: (۱۱۹)

(3) صحیح مسلم: (۱۸۷، ۱۱۹)

کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال رہی، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال۔ (1)

اس کے بعد حکم ظلم و جبر والی بادشاہت کی طرف لوٹ آیا اس کے مطابق جس کی خبر رسول الله ﷺ نے دی ہے۔ (۱) (59)

---

(59) حسن۔ مسند الطیالسی: (۴۳۸)، مسند احمد: (۲۷۳/۴)، یہ حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امت میں سے سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان پھر سیدنا علی رضی اللہ عنھم ہیں۔ اس پر کسی بھی مسلمان کا کوئی اختلاف نہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل سیدنا ابوبکر صدیق، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان ہیں۔ نبی کریم ﷺ اس کو سنتے تھے اور اس پر نکیر نہیں فرماتے تھے۔ (2)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میرے صحابہ کرام کا ذکر ہو تو (ان کی برائی بیان کرنے سے) اپنے آپ کو روکو۔ (3)

امام سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ جو شخص صحابہ کرام کے بارے میں ایک (برا) لفظ بھی کہتا ہے تو وہ خواہش پرست ہے۔ (4)

امام محمد فاخر زائر الہ آبادی لکھتے ہیں کہ اولیاء میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہیں، پھر عمر بن خطاب، پھر عثمان ذوالنورین اور پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنھم۔ خلافت بھی اسی ترتیب پر ہے۔ عشرہ مبشرہ، سیدۃ النسا فاطمہ الزہرا، حسن، حسین رضی اللہ عنھم اور وہ سب لوگ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ سے جنت کی بشارت پائی ہے ان کے حق میں جنت کی گواہی دینا چاہیے، لیکن کسی اور کے حق میں ایسی یقینی گواہی دینا درست نہیں۔ شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۹۶۔۹۷)، نیز دیکھیں ہماری مطبوعہ کتاب شرح اصول السنۃ للحمیدی: (ص: ۵۰۔۵۹)

---

(1) حسن۔ مسند الطیالسی: (۱۱۰۷)، مسند احمد: (۲۲۰/۵۔۲۲۱)، سنن ابی داود: (۴۶۴۶)
(2) صحیح البخاری: (۳۶۵۵) (3) المعجم الکبیر للطبرانی: (ج ۱۰ ص ۲۴۳۔۲۴۴)، الحلیۃ لابی نعیم: (ج ۴ ص ۱۰۸)، نیز دیکھیں الصحیحہ للالبانی: (۳۴۰۸) (4) (شرح السنۃ ص: ۶۷)

(۱۳۲) اور اصحاب الحدیث سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے متصل بعد ثابت کرتے ہیں صحابہ کرام کے ان کو منتخب کرنے کے ساتھ، ان پر اتفاق کی وجہ یہ قول ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند کیا ہے تو ہم نے اپنی دنیا کے لیے پسند کیا ہے [60]

ان کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو فرضی نمازیں پڑھانے میں اپنی بیماری کے دنوں میں اپنا نائب بنایا اور یہی دین ہے تو ہم نے ان کو اپنے اوپر اپنے دنیاوی امور کے لیے رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ پسند کیا ہے۔ اور ان کا قول: تجھ کو رسول اللہ ﷺ نے آگے کیا ہے پس کون ہے جو آپ کو پیچھے کرے گا؟ اور انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے نماز پڑھانے کے لیے ہمارے آگے کیا ہے پس ہم نے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے آپ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز ادا کی ہے پس کون ہے، جو رسول اللہ ﷺ کے آپ کو آگے کرنے کے بعد پیچھے کرے؟

---

[60] ضعیف۔طبقات ابن سعد: (۱۸۳/۳)، تاریخ دمشق: (۲۶۵/۳۰)، اسد الغابۃ لابن اثیر: (۳۵/۳) سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قول سے ہے، اس میں ابوبکر الھذلی راوی متروک الحدیث ہے۔
التقریب: (۸۰۰۲)، اور شریک بن عبداللہ صدوق یخطی ءکثیر التغیر حفظہ ہے۔
التقریب: (۲۷۸۷) نیز حسن بصری کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔
المراسیل لابن ابی حاتم: (ص: ۳۱۔۳۲)

---

(1) ضعیف۔مستدرک حاکم: (۶۷/۳)، الطبقات لابن سعد: (۱۸۳/۳، ۱۷۹) تاریخ دمشق: (۲۷۱/۳۰۔۲۷۲)، یہ سند منقطع ہے۔

۱۳۳ اور رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی ان کی شان میں باتیں کرتے تھے۔ جس چیز نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے لے اس بات کو واضح کر دیا کہ آپ ہی رسول اللہ ﷺ کے بعد خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ (1)

۱۳۴ اس وجہ سے صحابہ نے ان پر اتفاق کیا، ان پر جمع ہو گئے اور ان کے اس مرتبے سے فائدہ اٹھایا ہے، اللہ کی قسم !صحابہ کرام ان کی وجہ سے بلند ہوئے ہیں، اور انھوں نے فائدہ اٹھایا، اور عزت حاصل کی اور ان کی وجہ سے غالب آئے، یہاں تک کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نہ بنایا جاتا تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی اور جس وقت کہا گیا: اے ابوہریرہ! ٹھہر جاؤ، یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ تو وہ دلیل لے کر کھڑے ہوئے تو صحابہ کرام نے ان کی بات کی تصدیق کی اور اس کا اقرار کیا۔ (2)

پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ہے اور ان کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ نامزد کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد ان پر اتفاق کیا اور اللہ تعالی نے اپنے وعدے کو ان کے ذریعے اسلام کو بلند کرنے اور اس کی شان کو بڑھانے میں پورا کیا۔

پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت اہل شوری کے اجماع اور اتفاق کے

---

(1) تفصیل کے لیے دیکھیں: منھاج السنة لابن تیمیه: (۱/ ۳۴۰۔ ۳۶۴)، الاعتقاد للبیهقی: (ص: ۳۳۷)، شرح عقیدہ طحاویه: (ص: ۴۷۱۔ ۴۷۶)، تاریخ الخلفاء للسیوطی: (ص: ۸۱۔ ۸۷)

(2) ضعیف۔ تاریخ دمشق: (۳۰/ ۲۷۰)، تاریخ الخلفاء للسیوطی: (ص: ۹۴)، اس کی سند میں عباد بن کثیر الثقفی متروک ہے۔ التقریب: (۳۱۳۹)

ساتھ ہے اور تمام کے تمام صحابہ کا آپ پر اتفاق کرنا اور آپ کو ہی پسند کرنا یہاں تک کہ آپ کو خلیفہ بنا دیا گیا۔

پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت صحابہ کرام کے ان کی بیعت کرنے کی وجہ سے ہے، جس وقت تمام صحابہ کرام نے ان کو مخلوق میں سے سب سے زیادہ حق دار اور زیادہ لائق خلافت سمجھا ہے۔ اور ان کی نافرمانی اور خلافت کے خلاف بولنے کو جائز قرار نہیں دیا۔

۱۳۵ پس یہ چار ہدایت یافتہ خلفاء تھے، جن کے ذریعے اللہ تعالی نے اپنے دین کی مدد کی، الحاد کو تباہ کیا، ملحدین کو توڑا اور ان کے ذریعے اسلام کو مضبوط کیا ہے اور ان کے دور میں حق کو عام کیا اور ان کی روشنی اور خوبصورتی کے ساتھ اندھیروں کو ختم کیا، اور ان کی خلافت کے ذریعے اپنا وعدہ پورا کیا ہے اپنے اس فرمان میں کہ ''اللہ تعالی نے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا، جو ایمان لے کر آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے، البتہ وہ ضرور بالضرور ان کو زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا ہے اور ان کے لیے قدرت مہیا کرے گا اس دین کو ان کے لیے پسند کیا اور البتہ ضرور بالضرور خوف کے بعد امن میں بدلے گا۔ [النور: ۵۵]

اور ارشاد باری تعالی ہے کہ ''اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔'' [الفتح: ۲۹]

۱۳۶ جو انسان ان سے محبت، پیار، ان کے لیے دعا، ان کے حق کی رعایت اور ان کی فضیلت کو پہچانتا ہے وہ کامیاب لوگوں میں کامیاب ہو گیا۔ اور جو ان سے بغض، نفرت، عداوت اور ان کو گالی دیتا ہے اور ان کو ان چیزوں کی طرف منسوب کرتا ہے جن

کی طرف صحابہ کو روافضہ اور خوارج نے منسوب کیا ہے اللہ تعالی ان پر لعنت کرے پس وہ ہلاک ہونے والے لوگوں میں ہلاک ہو گیا۔

۱۳۷ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو، جس نے ان کو گالی دی اس پر اللہ تعالی کی لعنت ہو[61]

۱۳۸ اور آپ ﷺ نے فرمایا: **لا تسبو أصحابی، فمن سبهم فعليه لعنة الله "وقال" :من أحبهم فبحبي أحبهم، ومن أبغضهم فببغضي أبغضهم، ومن آذاهم فقد آذانی، ومن سبهم فعليه لعنة الله"**. جو ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے، مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ اور جس نے ان کو تکلیف دی گویا کہ اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے ان کو گالی دی پس اس پر اللہ کی لعنت ہو۔[62]

---

[61] اس حدیث کا پہلا حصہ لاتسبو اصحابی۔صحیح البخاری:(۳۶۷۳)، صحیح مسلم: (۲۵۴۱) سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور حدیث کا دوسرا ٹکڑا، السنة لابن ابی عاصم : (۱۰۰۱) وغیرہ میں ہے اس کو شیخ البانی نے مجموعی طرق کے اعتبار سے حسن کہا ہے۔الصحیحة:(۲۳۴۰)

[62] ضعیف۔التاریخ الکبیر للبخاری :(۱۳۱/۱/۳)، مسند احمد:(۵/۴، ۸۷/۵۷، ۵۵، ۵۴)، سنن الترمذی:(۳۸۶۲)، شرح السنة للالکائی:(۲۳۴۶)
اس کی سند میں عبد الرحمن مختلف فی اسمہ مجہول ہے۔ الغرض صحابہ کی فضیلت میں بے شمار صحیح احادیث ثابت ہیں تفصیل کے لیے صحیح البخاری وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

باب: ۱۹

اصحاب الحدیث کا حکام، بادشاہوں اور مسلمانوں کے والیوں کے بارے میں عقیدہ

۱۳۹ اور اصحاب الحدیث جمعہ، عیدین اور ان کے علاوہ تمام نمازوں کو مسلمان امام کے پیچھے پڑھنا جائز سمجھتے ہیں، چاہے وہ نیک ہو یا گناہ گار اور وہ ان کے ساتھ مل کر کافروں سے جہاد کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اگرچہ وہ خود گناہ گار ہی کیوں نہ ہوں۔ اور ان کی اصلاح، درستگی اور توفیق کے لیے دعا کرنے کے قائل ہیں اور عدل کو رعیت میں پھیلانے کے لیے دعا کے قائل ہیں، اور ان کے خلاف تلوار اٹھانے کو جائز نہیں سمجھتے، اگرچہ ان کو انصاف کی بجائے ظلم کرتے دیکھیں اور اہل الحدیث باغی گروہ سے قتال کے قائل ہیں۔ یہاں تک کہ وہ انصاف پسند خلیفہ کی اطاعت کی طرف لوٹ آئیں۔ (1)

باب: ۲۰

مشاجرات صحابہ کے بارے میں عقیدہ

۱۴۰ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے آپس میں جھگڑوں کے بارے میں زبانوں کو بند کرنے کے قائل ہیں اور اپنی زبانوں کو عیب اور نقص سے پاک رکھنے کے اور تمام کے تمام صحابہ کے بارے میں رحم اور اچھے خیالات کے قائل ہیں اور اسی طرح امہات المومنین کی تعظیم، قدر و منزلت، ان کے لیے دعا، ان کی فضیلت کو پہچاننے اور اس بات کا

---

(1) ہم نے اللہ کی توفیق سے فتنہ تکفیر کے رد میں اپنی کتب: شرح رسالہ نجاتیہ: (ص: ۹۰، حاشیہ: ۸۷)، شرح اصول السنۃ للحمیدی: (ص: ۷۳۔۷۵) اور مجموعہ مقالات اصول السنۃ لامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ میں تفصیلی بحث کر دی ہیں۔

اقرار کرنے کے قائل ہیں کہ بے شک وہ تمام مومنوں کی مائیں ہیں۔ (63)

باب: ۲۱

جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے ساتھ ہے

(۱۴۱) اور وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بے شک کسی کے لیے بھی جنت واجب نہیں ہے اگرچہ اس کے اعمال بہت ہی اچھے ہوں، اس کی عبادت نہایت خالص اور اس کی اطاعت سب سے زیادہ پاکیزہ اور اس کا طریقہ پسندیدہ ہی کیوں نہ ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے اس کے لیے جنت کو واجب ٹھہرا دے۔ (64)

کیونکہ جب بھی کوئی انسان خیر کا کام کرتا ہے وہ کام اللہ تعالیٰ کے آسان اور میسر کرنے کے بغیر آسان اور میسر نہیں ہوسکتا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اس کام کی طرف رہنمائی نہ کرے تو اس کو اپنی محنت اور کوشش کے ساتھ نہیں کرسکتا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے" (وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ) [النور: ۲۱]

(63) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے سے زیادہ حق رکھتے ہیں اور اس (نبی) کی بیویاں ان (مومنوں) کی مائیں ہیں [الاحزاب: ۶] سلف وخلف اہل علم نے اس پر کئی ایک کتب لکھی ہیں انہیں مفید کتب میں سے ایک کتاب میرے شیخ محترم محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی مشاجرات صحابہ اور دوسری مقام صحابہ ہے۔ جو اس مسئلے میں قیمتی کتب ہیں۔

(64) اس میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی اس کے عمل ہرگز نجات نہیں دے سکتے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ کو بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ مجھ کو ڈھانپ لے گا، تم سیدھے رہو، ایک دوسرے کے قریب رہو، اور صبح وشام اور رات کو اس کی عبادت کرو اور ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو تم جنت کو پالو گے۔ (1)

(1) (صحیح البخاری: ۶۴۶۳، صحیح مسلم: ۲۸۱۶ واللفظ للبخاری)

اور اگر اللہ تعالی کی رحمت اور فضل تم پر نہ ہوتا تو تم سے کوئی ایک کبھی بھی کامیاب نہ ہوتا اور لیکن اللہ تعالی جس کو چاہتا ہے، پاک کرتا ہے۔

اور اللہ تعالی جنت والوں کی خبر کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اور انہوں نے کہا: تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جس نے ہم کو اس کی طرف ہدایت دی اور ہم ہدایت حاصل نہ کر سکتے اگر اللہ تعالی ہم کو ہدایت نہ دیتا۔ [الاعراف: ۴۳]

باب: ۲۲

وقت مقررہ کے لیے اللہ تعالی کی تقدیر پر ان کا ایمان

۱۴۲ وہ عقیدہ رکھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے تمام مخلوق کے لیے وقت مقرر کیا ہے اور بے شک کوئی نفس ہرگز فوت نہیں ہوتا مگر مقررہ وقت پر اللہ تعالی کے حکم کے ساتھ۔ اور جب اس کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو پھر موت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے (ولكل أمة أجل، فإذا جاء أجلهم لا يستأخرون ساعة، ولا يستقدمون) کہ اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے پس جب ان کا وقت آ جاتا ہے تو وہ اس سے ایک گھڑی بھی لیٹ نہیں ہوتے اور نہ ہی اس سے سبقت لے جاتے ہیں۔ [الاعراف: ۱۴۵]

اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ جس کو موت آ گئی یا وہ قتل کر دیا گیا تحقیق اس کی مدت ختم ہو گئی، اللہ تعالی کا فرمان ہے: (قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ) [آل عمران: ۱۵۴] کہہ دے! اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے تب بھی جن لوگوں پر قتل ہونا لکھا جا چکا تھا تو وہ اپنے لیٹنے کی جگہوں کی طرف ضرور نکل آتے۔

اور دوسری جگہ پر ارشاد فرمایا: تم جہاں بھی ہو موت تم کو پالے گی اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ ہو۔ [النساء: ۷۸]

باب:۲۳

شیطانوں کے وسوسے

۱۴۳ اور وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالی نے شیطانوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ انسانوں کو وسوسے ڈالتے ہیں، ان کو پھسلانے کا ارادہ کرتے ہیں، اور ان (انسانوں) کے لیے گھات لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: **(وإن الشياطين ليوحون إلى أوليائهم ليجادلوكم، وإن أطعمتموهم إنكم لمشركون)** اور بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم ان کی اطاعت کرو گے بے شک تم مشرک ہو جاؤ گے۔ [الانعام: ۱۲۱]

۱۴۴ اور یقیناً اللہ تعالی جس پر چاہتا ہے ان کو مسلط کر دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے ان کے مکر و فریب سے بچا لیتا ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: **(واستفزز من استطعت منهم بصوتك وأجلب عليهم بخيلك ورجلك، وشاركهم في الأموال والأولاد وعدهم، وما يعدهم الشيطان إلا غرورا، إن عبادي ليس لك عليهم سلطان وكفى بربك وكيل)**

اور ان میں سے جس کو تو اپنی آواز کے ساتھ بہکا سکے اور بہکا لے اور اپنے سوار اور اپنے پیادے ان پر چڑھا کر لے آ، اور اموال اور اولاد میں ان کا حصہ دار بن اور انھیں وعدے دے اور شیطان دھوکا دینے کے سوا انہیں وعدہ نہیں دیتا۔ بے شک میرے بندے، تیرا ان پر کوئی غلبہ نہیں اور تیرا رب کافی کارساز ہے۔ [الاسراء: ۶۴-۶۵]

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا: **(انه ليس له سلطان على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون، إنما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون)**

بے شک حقیقت یہ ہے کہ اس کا ان لوگوں پر کوئی غلبہ نہیں جو ایمان لائے اور صرف اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ اس کا غلبہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں۔ [النحل: ۹۹۔۱۰۰]

باب: ۲٤

جادو اور اس کا اثر، جادوگر اور جادو کو درست سمجھنے والے کا حکم:

﴿۱۴۵﴾ اور وہ گواہی دیتے ہیں کہ بے شک دنیا میں جادو اور جادوگر ہیں مگر وہ کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وما هم بضارين به من أحد إلا بإذن الله) اور نہیں ہیں وہ نقصان پہنچانے والے اس کے ساتھ کسی ایک کو مگر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ۔ [البقرة: ۱۵۲]

اور جس شخص نے ان میں سے جادو کیا اور جادو کا پیشہ اپنایا اور اس بات کا عقیدہ رکھا کہ جادو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نفع و نقصان دیتا ہے، بے شک اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور جب اس کو کفریہ الفاظ کے ساتھ موصوف کیا جائے تو اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا، اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک، ورنہ اس کی گردن اتار دی جائے گی اور جب اس کو ایسی چیز کے ساتھ موصوف کیا جائے جو کفر نہیں ہے۔ یا وہ ایسی کلام کرتا ہے جو سمجھی نہیں جاتی تو اس کو اس سے روکا جائے گا۔ پس اگر وہ دوبارہ لوٹے تو اس کو سزا دی جائے گی اور اگر کہے کہ جادو حرام نہیں ہے اور میں اس کے مباح ہونے کا عقیدہ رکھتا ہوں تو اس کو قتل کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے اس چیز کو مباح کہا ہے جس کی حرمت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ [64]

[64] اسی طرح کاہن و نجومی کے پاس قسمت کے حالات معلوم کرنے کے لیے جانا بھی حرام ہے۔

باب:۲۵

اصحاب الحدیث کے بعض آداب

اصحاب الحدیث تمام نشے والے مشروبات کو حرام قرار دیتے ہیں جو انگور ،منقہ ، کھجور،شہد اور مکئی کے دانوں یا اس کے علاوہ کسی اور چیز سے بنائے جاتے ہیں،وہ ان کے تھوڑے اور زیادہ سب کو حرام قرار دیتے ہیں 65

اور خود بھی اس سے بچتے ہیں اور حد کو اس کے ساتھ واجب کرتے ہیں ۔اور وہ فرضی نمازوں کو جلدی ادا کرنے کے قائل ہیں اور ان کو پہلے اوقات میں ادا کرنا تاخیر سے ادا کرنے سے افضل سمجھتے ہیں 66

وہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ کی قراءۃ کو واجب سمجھتے ہیں 67

65 مصنف کا اشارہ حدیث سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی طرف ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مااسکر کثیرہ فقلیلہ حرام۔جب چیز کی زیادہ مقدار نشہ دے تو اس کی تھوڑی مقدار کا استعمال بھی حرام ہے۔ (1)

66 یہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:الصلاۃ علی وقتھا۔وقت پر نماز پڑھنا۔ (2)

67 یہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :لا صلاۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب ۔ (3)

اس مسئلے کی تحقیق پر ہمارے استادِ محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کی لاجواب کتاب (توضیح الکلام) نہایت قابلِ تعریف ہے۔

(1) صحیح۔سنن ابی داود:(۳۶۸۱)،سنن الترمذی:(۱۸۶۵)،سنن ابن ماجہ:(۳۳۹۳)
(2) صحیح البخاری:(۵۲۷)،صحیح مسلم:(۸۵)
(3) صحیح البخاری:(۷۵۶)،صحیح مسلم:(۳۹۴)

اور رکوع اور سجدے کو مکمل کرنے کا حکم واجب سمجھتے ہیں اور رکوع وسجود میں طمانینت کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ رکوع سے اٹھنا اور اس میں جانا اور اس میں طمانینت رکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں اسی طرح سجود سے اٹھنا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ضروری خیال کرتے ہیں اور اسی طرح اس بات کے قائل ہیں کہ نماز میں اطمینان نماز کے ارکان میں سے ہے اور اس کے بغیر نماز صحیح نہیں۔ [68]

﴿۱۴۷﴾ اور وہ نماز تہجد کی وصیت کرتے ہیں۔ حالات کے مختلف ہونے کے باوجود رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے اور اسلام کو عام کرنے، کھانا کھلانے، فقراء ومساکین اور یتیموں پر شفقت، مسلمانوں کے معاملات کا خیال رکھنے اور کھانے، پینے، پہننے، نکاح کرنے، خرچ کرنے اور نیکی کے کاموں میں محنت کرنے، پاک دامنی اور پرہیز گاری سے کام لیتے ہیں نیز حق اور صبر کی ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور نیکی کے تمام کاموں میں وہ جلدی کرتے ہیں۔

﴿۱۴۸﴾ اور وہ دین کے معاملے میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے بغض بھی دین کی بنا پر رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے بارے میں جھگڑے اور بحث ومباحثہ سے بچتے ہیں، بدعتیوں اور گمراہوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ خواہشات پرست اور جہالت والے لوگوں سے دشمنی رکھتے ہیں اور نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کی اطاعت کرتے ہیں جو ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے تم جس کی

---

[68] نماز کے موضوع پر سب سے جامع اور محقق کتاب امام ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی (صفة صلاة النبی ﷺ) ہے جو ضخیم تین جلدوں میں مطبوع ہے اور اس کا شیخ رحمہ اللہ نے ایک خلاصہ بھی لکھا تھا وہ بھی مطبوع ہے۔

بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے [70]

اور وہ سلف صالحین (اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے) ائمہ دین اور مسلمانوں کے علماء کرام کی اقتدا کرتے ہیں (قرآن وحدیث مطابق اور جس کی بات قرآن وحدیث کے خلاف ہوا سے چھوڑنا واجب ہے۔ از مترجم) اور وہ اس چیز کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں جس کو انہوں نے دین میں مضبوطی سے پکڑا ہے۔ اور وہ بدعتیوں سے بغض رکھتے ہیں جنہوں نے دین میں اس چیز کو شامل کر دیا جو اس میں نہیں تھی۔ وہ ان سے محبت نہیں کرتے ان کے ساتھی بنتے ہیں اور نہ ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ نہیں بیٹھتے اور نہ ہی ان سے دین کے معاملے میں جھگڑا کرتے ہیں اور نہ ان سے مناظرہ کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے کانوں کو ان کی باطل باتوں کو سننے سے بچاتے ہیں کیونکہ جب بدعتیوں کی باتیں کانوں کے پاس سے گزرتی ہیں جو دلوں کو بوجھل کر کے نقصان کا باعث بنتی ہیں۔ اور ان کی طرف وسوسوں اور گندے خیالات کو چلاتی ہیں نیز اس کے بارے میں اللہ تعالی کا فرمان ہے: ''اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات کے بارے میں (فضول) بحث کرتے ہیں تو ان سے کنارہ کشی اختیار کر، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں۔ [الانعام:٦٨]

---

[70] صحابہ ستاروں کی مثل ہیں یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔ جامع بیان العلم لابن عبدالبر: (١٧٦٠)، الاحکام لابن حزم: (٨٢/٦) اس کی سند میں سلام بن سلیم متروک راوی ہے اور حارث مجہول ہے۔ نیز دیکھیں [1]

---

[1] الضعیفہ للالبانی: (٥٨)

باب: ٢٦

بدعتیوں کی علامات

١٤٩ بدعتیوں کی علامات بالکل واضح ہیں اوران کی ظاہر نشانیاں درج ذیل ہیں۔

حاملین حدیث نبوی ﷺ کے ساتھ سخت دشمنی رکھتے ہیں [71]

ان کو حقیر جانتے اوران کی ہتک کرتے ہیں اوران کا نام حشویہ [72]

جھلہ، ظاہریہ، مشبہ رکھتے ہیں۔ اپنے اس عقیدے کی وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث علم سے الگ ہیں۔ اوران کے نزدیک علم وہ ہے جو شیطان ان کی طرف وسوسوں، گندے خیالات اور خواہشات کے ذریعے القا کرتے ہیں۔ یہ سب ان کی عقلوں کی خرابی، دلوں کے اندر ظلمت پر مبنی وساوس اور دلوں کے ہر طرح کی خیر سے خالی ہونے بے کار وردی دلائل وکلمات سے اٹے ہونے بلکہ باطل و بے اثر شبھات کی موجودگی کا نتیجہ ہے۔ جیسے اللہ تعالی نے فرمایا: ''یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالی نے لعنت کی ہے پس ان کو گونگے بنا دیا ہے اوران کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے''۔ [محمد: ٢٣]

اور دوسرے مقام پر فرمایا: اور جس کو اللہ تعالی رسوا کر دے پس اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں ہے بے شک اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ [الحج: ١٨]

---

[71] عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل بدعت کی علامت اہل حدیث سے بغض رکھنا بتائی ہے۔ (1)

[72] حشویہ: یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن میں الم، طس، اور حم اور حروف مقطعات صرف زائد حروف اور بے معنی ہیں اور جو آیتیں عذاب والی ہیں وہ فقط ڈانٹ ہیں۔ (2)

---

(1) غنیۃ الطالبین: (ص: ٢١٨) (2) تلبیس ابلیس: (ص: ٥٧)

﴿۱۵۰﴾ میں نے حاکم ابوعبداللہ الحافظ سے سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے ابوعلی حسین بن علی الحافظ سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے جعفر بن احمد بن سنان الواسطی سے سنا، وہ کہتے ہیں: میں نے احمد بن سنان القطان سے سنا، وہ کہتے ہیں: **(لیس فی الدنیا مبتدع إلا وهو يبغض أهل الحديث، فإذا ابتدع الرجل نزعت حلاوة الحديث من قلبه)** کہ دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں ہے جو اہل الحدیث سے بغض نہ رکھے، جب آدمی بدعت ایجاد کرتا ہے تو اس کے دل سے حدیث کی محبت اور مٹھاس اٹھالی جاتی ہے (1) **(العیاذ باللہ من ذلک)**

﴿۱۵۱﴾ میں نے الحاکم سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے ابوالحسین محمد بن احمد الحنظلی سے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے محمد بن اسماعیل الترمذی سے سنا وہ کہتے ہیں: میں اور احمد بن حسن الترمذی، امام الدین ابوعبداللہ احمد بن حنبل کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سے احمد بن حسن نے کہا کہ اے ابوعبداللہ! انہوں نے ابن ابی قتیلہ کے سامنے مکہ میں اہل الحدیث کا تذکرہ کیا تو اس نے کہا کہ اہل الحدیث بری قوم ہے۔ تو امام احمد بن حنبل کھڑے ہو گئے اور اپنے کپڑے کو جھاڑ کر یہ کہنے لگے: زندیق ہے، زندیق ہے، زندیق ہے۔، یہاں تک کہ گھر میں داخل ہو گئے۔ [73]

---

[73] اسنادہ ضعیف، یہ اثر محمد بن احمد حنظلی کی وجہ سے ضعیف ہے دیکھیے تاریخ بغداد: (۱/ ۲۸۳)، یاد رہے کہ اسی معنی میں سلف سے بے شمار اقوال صحیح ثابت ہیں۔ امام قتیبہ بن سعید نے کہا کہ جب تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو (جان لے کہ) وہ شخص سنت پر ہے۔ (2)

---

(1) اثر صحیح۔ معرفۃ علوم الحدیث للحاکم: (۴)، شرف اصحاب الحدیث للبغدادی: (ص: ۷۳)

(2) شرف اصحاب الحدیث للبغدادی: (۱۴۳)، سندہ صحیح

میں کہتا ہوں یہ سب کا سب تعصب ہے اہل سنت و جماعت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اصحاب الحدیث ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ تمام کا تمام تعصب ہے، اور اہل السنہ کا صرف ایک ہی نام ہے دوسرا کوئی نام ان کو لاحق نہیں ہوتا اور وہ نام اصحاب الحدیث ہے۔

﴿۱۵۵﴾ میں نے ان ناموں میں بدعتیوں کو دیکھا ہے جن کے ساتھ وہ اہل السنہ کو لقب دیتے ہیں۔ اہل الحدیث کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بناء پر ان ناموں میں سے کوئی نام بھی لاحق نہیں ہوتا۔ اور یہ لوگ اہل الحدیث کے ساتھ ایسے چلے ہیں جیسے مشرکین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے۔ لعنھم اللہ۔ بے شک مشرکین نے غلط باتیں کیں، ان میں سے بعض نے رسول اللہ ﷺ کو جادوگر کہا ہے اور ان کے بعض نے کاہن، بعض نے شاعر، بعض نے مجنوں، بعض نے فتنہ پرور اور بعض نے اپنی طرف سے جھوٹی بات بنانے والا کذّاب کہا نعوذ باللہ!! اور نبی کریم ﷺ ان تمام عیوب سے بری تھے۔ آپ ﷺ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے رسول اور نبی تھے۔

﴿۱۵۶﴾ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تو دیکھ کیسے انہوں نے تیرے لیے مثالیں بیان کی ہیں پس وہ گمراہ ہو گئے وہ طاقت نہیں رکھتے راستے کی۔ [الفرقان: ۹]

اور اسی طرح کے بدعتی لوگ ہیں۔ خذلھم اللہ (اللہ ان کو رسوا کرے)

انہوں نے حاملین حدیث، آپ ﷺ کے آثار کو نقل کرنے والے، حدیث کو بیان کرنے والے، آپ ﷺ کی اقتداء کرنے والے اور آپ ﷺ کی سنت کے ذریعے راہ پانے والے جو اصحاب الحدیث ہیں ان کو مختلف نام دیے۔ مثلاً ان بدعتیوں

میں سے بعض اصحاب الحدیث کو حشویہ، بعض مشبہ، بعض نابتہ، بعض ناصبہ، اور بعض جبریہ کا نام دیتے ہیں، حالانکہ اصحاب الحدیث ان تمام عیوب سے بری اور پاک ہیں اور وہ صرف اور صرف اہل السنہ (اہل الحدیث ہیں) جو ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور جو پسندیدہ سیرت والے، سیدھے راستے والے اور کامل و مضبوط دلیلوں والے ہیں۔

﴿۱۵۷﴾ اللہ تعالی نے ان کو اپنی کتاب، اپنی وحی، اپنے خطاب کی پیروی اپنے مقرب اولیاء کی اتباع اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی اقتداء کی توفیق عنایت فرمائی ہے جن میں آپ نے اپنے قول و عمل سے کاموں کا حکم دیا ہے اور ان کو برے کاموں سے ڈانٹا ہے اور سیرت کو اپنانے اور سنت کو لازم پکڑنے کے ساتھ ان کی مدد کی ہے۔ اور ان کو اپنے قریب ترین دوستوں کی پیروی کرنے والا بنایا ہے۔ اور ان کو عزت و شرف سے نوازا ہے اور ان کے سینوں کو اپنی محبت کے لیے، اپنی شریعت کے اماموں کی محبت اور علماء امت کی محبت کے لیے کھول دیں ہے۔ اور جو شخص جس سے محبت کرتا ہے وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے: آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ (1)

باب: ۲۷

اہل سنت کی علامات

﴿۱۵۸﴾ اہل سنت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ سنت کے اماموں، اس کے علماء اور اس کے مددگاروں اور اس کے دوستوں سے محبت کرتے ہیں اور بدعت کے اماموں سے بغض رکھتے ہیں جو آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کو ہلاکت

(1) صحیح البخاری: (۶۱۶۸)، صحیح مسلم: (۲۶۴۰) یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

کے گھر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کے سینوں کو مزین کیا ہے۔ اور اپنی طرف سے احسان کرتے ہوئے علماء حق کی محبت سے ان کو منور کیا ہے۔

﴿۱۵۹﴾ ہمیں الحاکم ابوعبداللہ الحافظ نے خبر دی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ہم کو جنت میں جگہ دے۔ ان کو محمد بن ابراہیم بن فضل المزکی نے بیان کیا ان کو احمد بن سلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم پر ابورجاء قتیبہ بن سعید نے اپنی ''کتاب الایمان'' کی قرات کی اور اس کے آخر میں یہ بات تھی۔

پس جب تو کسی انسان کو دیکھے کہ وہ سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، شعبہ، ابن المبارک، ابوالاحوص، شریک، وکیع، یحییٰ بن سعید، اور عبدالرحمن بن مهدی رحمهم اللہ اجمعین سے محبت کرتا ہے، تو اس بات کو جان لے کہ وہ صاحب سنت ہے۔

﴿۱۶۰﴾ احمد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے اس کے نیچے اپنی ہاتھ کے ساتھ ان ناموں کا اضافہ کیا: یحییٰ بن یحییٰ، احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم بن راھویہ، جب ہم اس جگہ تک پہنچے تو ہماری طرف نیشاپور والوں نے دیکھا اور انہوں نے کہا یہ لوگ یحییٰ بن معین سے تعصب رکھتے ہیں تو ہم نے اس سے کہا: اے ابورجاءؒ! یحییٰ بن یحییٰ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا وہ نیک آدمی ہے، مسلمانوں کا امام ہے، اور اسحاق بن ابراہیم بھی امام ہیں، اور جن سب کے میں نے نام لیے ہیں میرے نزدیک ان سب سے بڑے امام احمد بن حنبل ہیں۔

اور جن لوگوں کا قتیبہ نے ذکر کیا میں نے ان کے ساتھ ان لوگوں کو ملا دیا ہے کہ جو ان سے محبت کرے گا، وہ صاحب سنت ہوگا، اہل الحدیث کے اماموں میں سے

کے گھر کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اللہ تعالی نے اہل سنت و جماعت کے سینوں کو مزین کیا ہے۔اور اپنی طرف سے احسان کرتے ہوئے علماءِ حق کی محبت سے ان کو منور کیا ہے۔

۱۵۹ ہمیں الحاکم ابوعبداللہ الحافظ نے خبر دی۔اللہ تعالی انہیں اور ہم کو جنت میں جگہ دے۔ان کو محمد بن ابراہیم بن فضل المزکی نے بیان کیا ان کو احمد بن سلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہم پر ابورجاء قتیبہ بن سعید نے اپنی ''کتاب الایمان'' کی قرات کی اور اس کے آخر میں یہ بات تھی۔

پس جب تو کسی انسان کو دیکھے کہ وہ سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی ،شعبہ، ابن المبارک، ابوالاحوص، شریک، وکیع، یحیی بن سعید، اور عبدالرحمن بن مھدی رحمھم اللہ اجمعین سے محبت کرتا ہے، تو اس بات کو جان لے کہ وہ صاحب سنت ہے۔

۱۶۰ احمد بن سلمہ کہتے ہیں: میں نے اس کے نیچے اپنی ہاتھ کے ساتھ ان ناموں کا اضافہ کیا: یحیی بن یحیی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن ابراہیم بن راھویہ، جب ہم اس جگہ تک پہنچے تو ہماری طرف نیشاپور والوں نے دیکھا اور انہوں نے کہا یہ لوگ یحیی بن معین سے تعصب رکھتے ہیں تو ہم نے اس سے کہا: اے ابورجائ! یحیی بن یحیی کون ہے؟ تو انہوں نے کہا وہ نیک آدمی ہے، مسلمانوں کا امام ہے، اور اسحاق بن ابراہیم بھی امام ہیں ،اور جن سب کے میں نے نام لیے ہیں میرے نزدیک ان سب سے بڑے امام احمد بن حنبل ہیں۔

اور جن لوگوں کا قتیبہ نے ذکر کیا میں نے ان کے ساتھ ان لوگوں کو ملا دیا ہے کہ جو ان سے محبت کرے گا، وہ صاحب سنت ہوگا، اہل الحدیث کے اماموں میں سے

جن کی وہ پیروی کرتے ہیں اور ان کی رہنمائی سے رہنمائی لیتے ہیں اور ان کے جملہ متبعین کے گروہ میں خود کو بھی شامل کرتے ہیں [74]

[۱۶۱] اور ان کی پیروی کرنے والوں میں یہ لوگ بھی ہیں جو اہل سنت و جماعت کے علماء و محدثین میں سے ہیں۔

ان میں سے محمد بن ادریس الشافعی المطلبی ہیں جو امام، مقدم، اور سید معظم ہیں اہل اسلام کے لیے اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام اور احسان ہیں، انہوں نے اللہ کے دین کے لیے وہ کام سرانجام دیا ہے جو ان کے زمانے اور بعد والے لوگوں میں سے کوئی نہ کر سکا۔ اور ان لوگوں میں چند لوگ یہ بھی ہیں جو امام شافعی سے پہلے تھے۔ سعید بن جبیر، زہری، شعبی، اور تیمی۔ اور ان کے بعد آنے والوں میں سے چند یہ ہیں لیث بن سعد المصری، الاوزاعی، الثوری، سفیان بن عیینہ الھلالی، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، یونس بن عبید، ایوب سختیانی اور ابن عون اور ان کی مثل، اور ان کے بعد آنے والے علماء سنت میں سے: یزید بن ھارون الواسطی، عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی اور جریر بن عبدالحمید الضبی ہیں اور ان کے بعد محمد بن یحیی الزھلی، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن حجاج القشیری، ابو داود السجستانی، ابو زرعہ الرازی، ابو حاتم الرازی اور ان کا بیٹا (عبدالرحمن) محمد بن مسلم بن وارۃ الرازی، محمد بن اسلم الطوسی، ابو سعید عثمان بن سعید الدارمی السجزی اور امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النسا پوری۔ جن کو امام الائمہ کے لقب سے پکارا جاتا ہے، اور قسم ہے کہ یہ (ابن خزیمہ) اپنے وقت اور زمانے میں امام الائمہ تھے۔ ابو یعقوب

---

[74] اس سے مراد ہے کہ ان کی قرآن وحدیث کے مطابق جو بات ہوگی وہ مانتے ہیں اور اہل الحدیث تقلید کی خوب مذمت کرتے ہیں۔ والحمدللہ

اسحاق بن اسمعیل البستی ،حسن بن سفیان الفسوی اور میرے دادا میرے والدین کی طرف سے ،ابوسعید یحیی بن منصور الزاہد الھروی اور ابوحاتم عدی بن حمدویہ الصابونی،اور ان کے بیٹے ،سنت کی تلواریں ابوعبداللہ الصابونی اور ابوعبدالرحمن الصابونی اوران کے علاوہ بھی ائمہ سنت میں سے،اس سنت کو مضبوطی سے پکڑنے والے ،اس کی مدد کرنے والے اوراس کی طرف دعوت دینے والے اوراس سے محبت کرنے والے لوگ ہیں۔

(۱۶۲) اور یہ جملے جو میں نے اس جزء میں لکھے ہیں ان تمام کا عقیدہ تھااوران میں سے کسی نے دوسرے کی مخالفت نہیں کی بلکہ ان سب نے اس پر اتفاق کیا ہےاوران میں سے کسی سے اس کی مخالفت ثابت نہیں ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اہل بدعت سے بغض رکھنے،ان کو ذلیل ورسوا کرنے ،ان کو اپنے سے دور رکھنے اوران سے دور رہنے اوران کی مصاحبت اوران کے ساتھ مل جل کرنہ رہنے پران سب (اہل السنہ) کا اتفاق ہے۔

(۱۶۳) استاذ ،الامام نے کہا: میں اللہ تعالی کے فضل واحسان کے ساتھ ان آثار کی پیروی کرنے والا ،ان کی روشنیوں سے روشنی حاصل کرنے والا ،اپنے بھائیوں اور ساتھیوں کونصیحت کرنے والا ہوں کہ وہ ان کی روشنی کے بغیر اپنی آواز کو بلند نہ کریں اور وہ ان کے اقوال کے علاوہ کسی اور کی پیروی نہ کریں اور نہ وہ ان نئی ایجاد کردہ بدعات کے ساتھ مشغول ہوں۔جو مسلمانوں کے درمیان مشہور ہیں اور نہ وہ ان منکر مسائل کے ساتھ مشغول ہوتے جو ظاہر ہوئے ہیں اور پھیل چکے ہیں۔اور اگران منکر باتوں میں

سے ایک بات بھی اس زمانہ والوں کے اماموں کی زبان پر جاری ہوتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اس کو بدعت قرار دیتے اور ان جھٹلاتے اور ڈٹ کر ہر برائی و ناپسندیدہ بات کا مقابلہ کرتے۔

﴿۱۶۴﴾ اور میرے بھائی ان بدعتوں کی کثرتِ تعداد سے دھوکے میں نہ آنا۔ بے شک اہل باطل کی کثرت اور حق والوں کی قلت قرب قیامت کی علامت ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بے شک قیامت اور اس کے قرب کی علامات سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہو جائے گی۔ (1)

﴿۱۶۵﴾ اور علم سنت ہے اور جہالت بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ایمان مدینہ کی طرف سکڑ جائے گا جیسے سانپ اپنی بل کی طرف سکڑ جاتا ہے (2) اور ایک حدیث میں ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی اس حال میں کہ زمین میں ایک شخص بھی اللہ کا ذکر کرنے والا ہوگا۔ (3)

اور جس نے آج کے دن رسول اللہ ﷺ کی سنت کو مضبوطی سے پکڑا اور اس کے ساتھ عمل کیا اور اس پر قائم رہا اور اس کی طرف دعوت دی تو اس کا اجر بہت زیادہ ہوگا اور اس شخص سے زیادہ ہوگا جو ان پر اسلام کے شروع میں چلا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے لیے پچاس آدمیوں کا اجر ہے پس کہا گیا، ان میں سے پچاس لوگوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم میں سے۔ (4)

---

(1) صحیح البخاری: (۸۰)، صحیح مسلم: (۲۶۷۱) (2) صحیح البخاری: (۱۸۷۶)، صحیح مسلم: (۱۴۷)
(3) صحیح مسلم: (۱۴۸)
(4) حسن۔ سنن ابی داود: (۴۳۴۱)، سنن الترمذی: (۳۰۵۸)، سنن ابن ماجہ: (۴۰۱۴)

بے شک آپ ﷺ نے یہ بات اس شخص کے لیے فرمائی جوامت کے فساد کے وقت سنت پر عمل کرتا ہے۔

۱۶۶ ابو عثمان نے کہا میں نے اپنے دادا الشیخ الامام ابوعبداللہ محمد بن عدی بن حمدویہ الصابونی کی کتاب میں پایا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس حسن بن سفیان النسوی نے، بے شک عباس بن صبیح نے ان کو بیان کیا، وہ کہتے ہیں ہمیں عبدالجبار بن طاہر نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھے معمر بن راشد نے انہوں نے کہا میں نے ابن شہاب الزہری سے سنا وہ کہتے ہیں کہ سنت کو حاصل کرنا دوسو سال کی عبادت سے افضل ہے۔

۱۶۷ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن محمد بن زکریا الشیبانی نے اس نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابوالعباس محمد بن عبدالرحمن الدغولی نے انھوں نے کہا میں نے محمد بن حاتم المظفری سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرو بن محمد سے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ ابومعاویہ الضریر ھارون الرشید کو بیان کر رہا تھا انھوں نے اس کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی جس میں ہے کہ آدم اور موسی علیھما السلام کا جھگڑا ہوا [1]

عیسی بن جعفر نے کہا یہ آدم اور موسی علیہما السلام کے درمیان کیسے ہوا؟ وہ کہتے ہیں کہ ھارون غصے سے کھڑا ہو گیا اور کہا وہ تجھے رسول اللہ ﷺ سے بیان کر رہے ہیں اور تو اس سے کیسے کہہ کر جھگڑا کرتا ہے! اور وہ یہ بات مسلسل کہتے رہے حتی کہ آپ اس سے خاموش ہو گئے۔

---

[1] (تخریج گزر چکی ہے)

﴿۱۶۸﴾ اسی طرح ہر انسان کو چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی تعظیم کرے اور ان کو قبول کرے، تسلیم کرے اور ان لوگوں کا خوب شدت سے انکار کرے جو (دفاع حدیث میں) ہارون الرشید رحمہ اللہ کے مسلک کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا بھی خوب رد کرے جو انکار حدیث اور حدیث سے دوری کا راستہ اختیار کرتے ہوئے صحیح حدیث کو سن کر اس پر لفظ کیف (کیسے) سے اعتراض کرتا ہے اور اس حدیث کو اسی طرح قبول نہیں کرتا جس طرح نبی ﷺ کی تمام احادیث کو قبول کرنا واجب ہے۔[75]

اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں میں سے بنائے جو بات کو سنتے ہیں پس اس میں سے اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی پوری زندگی کتاب وسنت کو لازم پکڑنے والے ہیں اور ہمیں اپنے فضل واحسان کے ساتھ گمراہ کرنے والی اور مضحکہ خیز آراء اور برے اخلاق سے محفوظ رکھے۔ آمین

الحمدللہ وحدہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔

---

[75] اہل سنت، اہل الحدیث کی مزید علامتیں درج ذیل ہیں۔

① وہ کسی کے قول کو سنت پر مقدم نہیں کرتے۔

② اختلاف کے وقت وہ لوگوں کی آراء وغیرہ کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

③ جب ان کو سنت ملتی ہے وہ فوراً اس کو قبول کرتے ہیں اور عمل جاری کرتے ہیں یہ نہیں کہتے کہ ہم دیکھیں گے اماموں میں سے کس نے لیا ہے اور کس نے قبول کیا ہے!!

④ وہ اپنے آپ کو کسی خاص شخص کی طرف منسوب نہیں کرتے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔

سلف
Salafi
RESEARCH INSTITUTE